ہفت روزہ

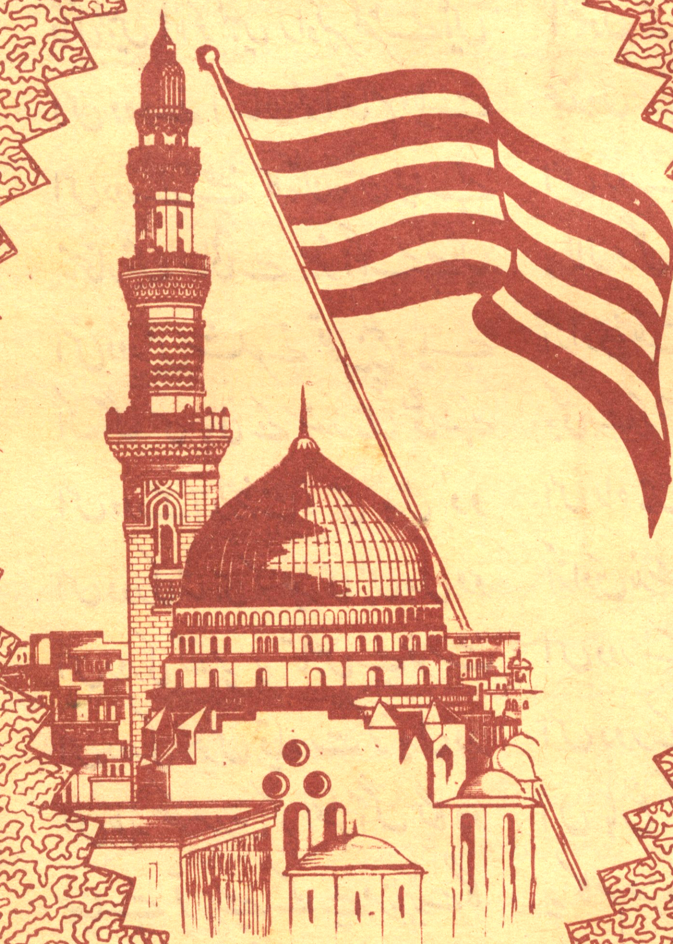
ترجمانِ اسلام

لاہور

اسلامی اقدار کا نقیب

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود



میرے بھائی!

"میرے ساتھ جس کسی نے جو کچھ کیا ہے یا آئندہ کرے گا۔ میں سب کو معاف کر چکا ہوں۔ آپ میری وجہ سے کسی کو برا بھلا نہ کہیں نہ کسی کے لیے بد دعا کریں۔"

حضرت مدنیؒ

کڑا ہی دور

اس دورِ پُر آشوب سے اللہ بچائے
دشمن کو بھی یہ دن یہ مصیبت نہ دکھائے

انسان ہی انساں کا لہو چاٹ رہا ہے
بھائی ہے کہ بھائی کا گلہ کاٹ رہا ہے

کس رات کی گہرائی میں کھویا ہے سویرا
ہے صبح کے دامن میں اندھیرا ہی اندھیرا

سانپوں کا بسیرا ہے ہر اک کنج چمن میں
انسان ہے یا بھیڑیا انساں کے بدن میں

ہر موڑ پہ کتوں نے شرافت کو بگاڑا
گھر میں کبھی بازار میں عصمت کو لتاڑا

قاتل کہیں ڈاکو کہیں راہ گیر کھڑے ہیں
ہاتھوں میں لئے ظلم کی شمشیر کھڑے ہیں

اس دور نے انسان کو انعام دیا ہے
غنڈوں نے شرافت کا چلن لوٹ لیا ہے

اس دور نے جینے کا چلن چھین لیا ہے
اس دور نے مُردوں کا کفن چھین لیا ہے

میخوار ہیں ساقی سے سبو مانگ رہے ہیں
یہ لالہ و گل ہیں کہ لہو مانگ رہے ہیں

اس دور میں شاعر نے قلم بیچ دیا ہے
آزادئ ملّت کا علَم بیچ دیا ہے

اک آگ سی پانی کے سمندر میں لگی ہے
بجلی ہے کہ تہذیب کے خرمن پہ گری ہے

اس دور کے اندازِ شہنشاہ ہی بدل دو
اس راہ میں جو چیز نظر آئے کچل دو

اس دور کی شاہی کو فقیری میں بدل دو
آزادیِ مذہب کو اسیری میں بدل دو

اس دور کی تقدیر پہ قابض ہے نحوست
اس دور کے چنگیز ہیں اربابِ حکومت

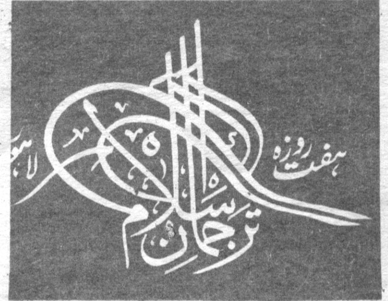
اس دور کی منحوس قیادت کو بدل دو
اس دور کے اربابِ حکومت کو بدل دو

اس طرزِ حکومت کو اٹھو آگ لگا دو
اس باغ کی ہر شاخ کو ہر گل کو جلا دو

جینا ہے تو جینے کے لیے مرنا پڑے گا
یہ کام ضروری ہے مگر کرنا پڑے گا

باطل سے بغاوت کرو بس کام یہی ہے
اس دور میں جانباز کا پیغام یہی ہے

جانباز مرزا



جلد نمبر ۱۷ شمارہ نمبر ۴۸

جمعۃ المبارک ۱۳ دسمبر، ۲۸ ذیقعد

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ

اکرام القادری

مجلس ادارت

ڈاکٹر احمد حسین کمال

مولانا سعید احمد رائے پوری

سید مطلوب علی زیدی

عمیر الہاشمی



بدل اشتراک

سالانہ ـــــ ۳۸ روپے

ششماہی ـــــ ۱۹ روپے

سہ ماہی ـــــ ۹/۵۰

فی پرچہ

۷۵ پیسے

اداریہ

اکرام القادری

آمرانہ مزاج!

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ملتان کے جلسہ عام میں ملک کے مقتدر علماء سے متعلق جس قسم کی زبان استعمال کی وہ حیرت زا ہونے کے باوجود غیر متوقع نہیں۔ اس سے قبل "چھوٹے میاں" بھی علماء سے متعلق اسی قسم کی شستہ و رفتہ زبان استعمال کر چکے ہیں۔ غیر جمہوری اور آمرانہ مزاج کی ہمیشہ سے یہ کمزوری رہی ہے کہ وہ اقتدار کے عارضی اور ناپائیدار نشے میں اتنا دھت ہو جاتا کہ اسے اپنی ذات کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ بدقسمتی کہیے یا اقتدار کے پجاریوں کی کرم فرمائی۔ اس مزاج کا شخص جلد ہی اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے کہ

ع : این خانہ ہمیں آفتاب است

ایسا شخص ہمچوں ما دیگر نیست کی مالا جپنے لگتا ہے۔ ان دنوں محترم بھٹو صاحب بھی کچھ اسی قسم کی کیفیات سے دوچار ہیں۔ ہوا کے گھوڑے پر سوار جگہ جگہ اپوزیشن لیڈروں اور علما کو کوستے پھرتے ہیں۔ "علماء کی داڑھیوں میں جُوئیں ہیں"، "میں ان سے نہیں ڈرتا۔ یہ مادہ گکڑ ہیں" وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے راے صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ گالی دینا شریفوں کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ "دانشور" کسی کو گالی دے۔ وہ بھی علماء ایسے محترم طبقہ کو۔ بھٹو صاحب کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ ایک لمحے کے لیے ریشم کی پینگ سے اتر کر سوچیں کہ وہ کس ڈگر پر رواں ہیں؟ کیا علماء کو گالی دینا محض اس لیے جائز ہے کہ علماء اپنے منصب سے نیچے اتر کر گالی کا جواب گالی سے نہیں دے سکتے؟ گالی دینا اوچھا پن اور چھوٹے ہونے کی علامت ہے۔

ہمارے نزدیک اپنے سیاسی حریفوں کو گالی دینا ملک کی بدنامی کا باعث ہے۔ جب ملک کا وزیر اعظم ہی اول فول پر اتر آئے تو پھر ہما شما سے شکوہ ہی کیا؟

خضر نے کیا کیا سکندر سے؟
اب کسے رہنما کرے کوئی!

ہم اگر محترم وزیر اعظم سے مشافہتہً سوال کرنے کی پوزیشن میں ہوتے تو عرض کرتے کہ حضور والا! آپ کو کسی کے مادہ یا نر ہونے سے کیا سروکار۔

ملک و ملت کے لیے علماء کی بیش بہا قربانیوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قوم کو ان کے مقدس خون کی جس وقت بھی ضرورت پڑی یہ کفن بردوش اور سربکف میدان عمل میں کود پڑے۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ سے اگر علماء کی قربانیوں کو خارج کر دیا جاتے تو تاریخ کے دامن میں غث و ثمین کے سوا کیا رہ جاتا ہے؟ وہ فرنگی حکمران جس کو دعویٰ تھا کہ میری سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا ان ہی بوریہ نشینوں کی فقید المثال قربانیوں سے اپنا بوریہ بستر لپیٹنے پر مجبور ہوا۔ پاکستان کا وجود ان ہی علماء کی لازوال قربانیوں کا مرہون منت ہے۔

ہے جن کے نقش قدم سے بہار صحن چمن
ان ہی کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں!

پاکستان کی ستائیس سالہ تاریخ کا ایک ایک لمحہ گواہ ہے کہ ہر دور میں علماء کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی مگر اس قسم کی ناپاک و نامسعود کوششیں کرنے والے خود اپنے انجام کو پہونچے۔

سکندر مرزا نے بھی اقتدار کی مستی اور شراب کی مدہوشی میں کہا تھا کہ علماء کو چاندی کی کشتی میں بٹھا کر

(باقی ۱۲ پر)

رپورٹ مولانا محمد عبداللہ ...

ارشادات حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ

اتحادِ امّت

ایک ضرورت —

ایک تقاضہ —

ایک حقیقت —

حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے ۲۰، ۲۱ نومبر ۱۹۷۴ء کو ضلع میانوالی کے مختلف مقامات پر عام جلسوں سے خطاب فرمایا اور ہزاروں مرد و عورتوں نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ۲۰ نومبر کو حضرت نو بجے کے قریب دریا خاں پہنچے۔ اسی وقت جلسہ شروع ہوا۔ مولانا محمد نعمان علی پوری کی تقریر کے بعد حضرت نے خطاب فرمایا جس میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم کو مضبوط بنانے پر زور دیا اور کارکنوں کو خصوصیت سے اخلاص، تنظیم اور استقلال کی تاکید فرمائی۔

ایک بجے کے بعد دریا خاں سے جنڈانوالہ جاتے ہوئے ڈلیوالہ کی شہری آبادی سے اڈہ پر پہنچے تو جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں اور عام مسلمانوں کا ایک بڑا ہجوم جمعیۃ کے جھنڈے لئے نو بجے صبح سے چشم براہ تھا، اور ساتھ ہی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر نصب کر دیا گیا تھا، پہلے راقم السطور نے پھر حضرت نے کچھ دیر خطاب فرمایا اور ایک بڑی جماعت نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔

رات جنڈانوالہ میں قیام ہوا۔ عشاء کے وقت جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں پہلے راقم نے اور پھر حضرت نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بعض وزراء پھر زور شور سے سوشلزم کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام رائج کر کے دم لینگے یہاں سوشلزم کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائیگا یہاں صرف اسلام کی حکمرانی قبول کی جائے گی۔

۲۱ نومبر کو صبح کی نماز ہرنولی میں پہنچ کر پڑھی۔ حضرت کی اطلاع ملتے ہی لوگ جوق در جوق مسجد میں آنے لگے۔ پہلے مولانا محمد یوسف صاحب جنڈانوالہ اور راقم السطور نے کچھ دیر بیان کیا۔ پھر حضرت نے مفصل خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بعض وہ لوگ جن کی غلط روی کی وجہ سے ہم نے انہیں اپنی جماعت سے نکال دیا ہے۔ کہتے پھرتے ہیں کہ جمعیۃ صراط مستقیم سے ہٹ گئی ہے۔ یہ پراپگنڈا عوام کو دھوکا دینے کے لئے کیا جا رہا ہے جمعیۃ علماء اسلام اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہی ہے جمعیت اپنے نصب العین سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوئی۔ میں ایسے غلط بیانی کرنے والوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ سچے ہیں تو آئیں میرے ساتھ مباہلہ کریں۔

گیارہ بجے دن روڈی پہنچے وہاں جلسہ عام ہوا۔ ظہر کی نماز کے بعد کلور کوٹ میں اور رات کو بھکر میں حضرت نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تحریک ختم نبوت میں جو اتحاد ہوا ہے اسے برقرار رکھنا ہے۔ آئین میں ترمیم کر کے مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کر لئے گئے ہیں۔ مگر ان پر عمل درآمد کا کام باقی ہے۔ جب تک دستور کی اس ترمیم کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا جب تک مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے نہیں ہٹایا جاتا اور جب تک ربوہ کو کھلا شہر نہیں قرار دیا جاتا اس وقت تک اتحاد میں ہرگز فرق نہیں آنا چاہیے۔ جو لوگ اس وقت مجلس عمل کے اتحاد کے خلاف باتیں کرتے ہیں وہ امّت میں

تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اپنی عاقبت ...
خراب کر رہے ہیں۔ حکمران ٹولہ امّت اتحاد ...
پارہ پارہ کرنے کے لئے کئی لوگوں کو آگے لا ...
گا۔ لیکن ان کے عزائم کو ہرگز پورا نہیں ہونے ...
جائے گا۔ آپ نے عربی مدارس کے استحکام ...
ترقی کی طرف بھی لوگوں کو متوجہ فرمایا۔ اس د ...
میں راقم السطور کے علاوہ مختلف مقامات سے ...
ہوئے حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب جنجوعہ ...
مولانا شیخ غلام یٰسین صاحب امیر جمعیۃ لنڈ ...
مولانا محمد یوسف جنڈانوالہ حافظ سراج الدین ...
اور حافظ محمد طیب صاحب کلور کوٹ بھی ...

حضرت نے ارشاد فرمایا اس وقت ...
پر تین گروہ مسلط ہیں۔ دین فروش مولوی، ...
اور حکومت کے تنخواہ دار غنڈے۔ ان لوگو ...
سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے شب و روز ...
کرنا ہوگی۔ سب سے پہلا اور بنیادی کام ا ...
نظم اور جماعتی تنظیم کی تکمیل ہے۔ نظم و ضبط ا ...
تنظیم کے بغیر کوئی تحریک اپنے مقصد میں کام ...
نہیں ہو سکتی۔

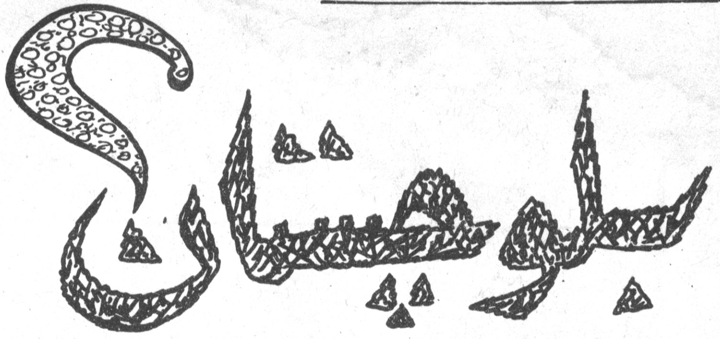
مسئلہ ختم نبوت کے حل کے سلسلے میں ...
لیڈر اور مولوی بھٹو کو مبارک باد دینے بھ ...
ہیں۔ یہ مسئلہ پوری قوم نے حل کیا ہے۔ قو ...
چھوڑ کر صرف بھٹو صاحب کو مبارک باد ...
کے احساسات کو مجروح کرنا ہے۔

اسلامی نظام کو چھوڑ کر لوگ امریکہ او ...
کو منتہائے مقصود سمجھے ہوئے ہیں۔ کہیں ا ...
نظام کے لئے تگ و دو ہے کہیں روسی ن ...

اق ...

صوبائی دارالحکومتوں میں

قاضی عبدالستار



بھٹو صاحب کے دورہ بلوچستان کے بعد سے عوامی حکومت مسلسل پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ بلوچستان میں سب ٹھیک ہے۔ امن بحال ہو گیا ہے۔ شرپسند پہاڑوں سے اتر آئے ہیں۔ فوج اب تعمیراتی پروگراموں میں مصروف ہے ہر طرف بھٹو زندہ باد کے نعرہ ہائے تحسین بلند ہو رہے ہیں۔ اور عوامی حکومت کو سایہ ایزدی سمجھا جانے لگا ہے۔ خصوصاً "پیپلز پارٹی" کے مرکزی و صوبائی وزراء کی فوج ظفر موج ریڈیو اور ٹی۔ وی اس سلسلے میں نمایاں کردار انجام دے رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے حالات جوں کے توں ہیں۔ بلکہ پہلے سے بدتر لوٹ مار پکڑ دھکڑ۔ لاٹھی گولی، خوف و ہراس بیماری اور بندوق کی گولی بلوچستانی عوام کا مقدر بن چکی ہے اس وقت بلوچستانی عوام ایسے چوراہے پر آ کھڑے ہوئے ہیں۔ جہاں سے لوٹنا شاید ان کے اپنے بس میں بھی نہ رہا ہو۔ بلوچستانی عوام کو عوامی حکومت نے اس قدر مجبور کیا کہ انہیں پہاڑوں کی اوٹ لینا پڑی۔

دھماکے کیوں؟

دھماکوں کے سلسلے میں پولیس کا مشغلہ بن چکا ہے کہ کسی عام آدمی کو پکڑا اور اس سے زبردستی اقرار کرایا کہ دھماکہ جمعیت اور نیپ کے فلاں آدمی نے کیا ہے۔ انکار کرنے پر تشدد کیا جاتا ہے۔ اور سخت ترین اذیتیں دی جاتی ہیں۔ عام شہری اس ناکردہ گناہ کی پاداش میں ماخوذ کر لئے جاتے ہیں۔

کوئٹہ میں

صوبہ بلوچستان کے دارالخلافے کوئٹہ کی یہ حالت ہے کہ شام چھ بجے کوئی شخص گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ ایک ایک چوراہے پر پولیس کے جوان جامہ تلاشی لیتے ہیں۔ مستزاد یہ کہ پولیس زبردستی گھروں میں گھس کر تلاشی لیتی ہے۔ حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے جائنٹ سیکرٹری مسٹر عبدالنبی کو جو کسی ضروری کام سے کوئٹہ آئے تھے گرفتار کر لیا گیا۔ الزام عائد کیا گیا کہ لیاقت بازار میں بم کے دھماکوں سے دو بینکوں کو جو نقصان ہوا اور چند آدمی زخمی ہوئے یہ تم نے کیا ہے۔ عبدالنبی لاکھ انکار کرے مگر کون سنتا ہے آخر امن بحال کرنا ہے۔ عبدالنبی صاحب کو سخت ترین اذیتیں پہنچائی جا رہی ہیں جرم کیا ہے؟ جمعیۃ طلباء اسلام سے تعلق۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے یہ جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

بلوچستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں کہیں نہ کہیں دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔ مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ حکومت آج تک صحیح مجرم کو گرفتار نہ کر سکی۔ نہ کسی ٹھکانے کا سراغ لگا سکی اور نہ ہی بر موقعہ کسی کو پابہ زنجیر کیا گیا۔ نہتے شہریوں کو انواع و اقسام کی اذیتیں پہنچا کر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر پہاڑوں کی راہ لیں۔ اس طرح سے ان کے دلوں میں نفرت جنم پاتی ہے اور مجبوراً آپ ہی فوج سے مقابلے پر اتر آتے ہیں۔

تازہ واقعہ

تحصیل بیرٹی بمبور سے تازہ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مری قبیلے سے چند کنبے نقل مکانی کر کے اطراف سندھ جا رہے تھے۔ فوج نے اچانک ان پر فائرنگ کی نتیجتہً جوابی فائرنگ سے فوج اور پولیس کے ۱۵ جوان ہلاک ہو گئے۔ "امن بحال ہو گیا" بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں۔

گولی ماردی گئی

علاقہ براہ تحصیل بمبور سے مری قبیلے کے ایک جتھے کو اطراف سندھ جاتے ہوئے فوج نے گرفتار کیا اور فوجی جوانوں نے بے گناہ بوڑھے شخص کو گولی مار دی۔ باقی افراد کو گرفتار کر کے فوجی جوان اپنے ساتھ لے گئے۔ چالیس گھروں کے بچے اور عورتیں بے یار و مددگار کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہوئے "عوامی حکومت" کے "محبوب" وزیر اعظم کو درازی عمر کی دعائیں دے رہے ہیں۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ امن بحال کرنے کے لئے!!

اشتہاری مجرم

بے گناہ لوگوں کو بلا جواز گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا جاتا ہے اور پیشیاں پڑنے لگی ہیں۔ ایک آدھ پیشی پر غیر حاضری کی صورت میں اشتہاری مجرم قرار دے دیئے جاتے ہیں جس سے لوگوں میں جذبہ انتقام جنم پاتا ہے اس قسم کے تمام واقعات سے متعلق صوبے بھر میں چرچا ہے کہ یہ سب کچھ نواب رئیسانی اور جام صاحب خود کرا رہے ہیں۔ کیونکہ رئیسانی صاحب کی ملک سے غیر موجودگی میں کوئی دھماکہ نہیں ہوا مگر ان کی آمد پر دھماکوں کا ایک طولانی سلسلہ چل پڑا۔

صوبائی حکومت کا مفاد

صوبائی حکومت کا یہ کردار ایک تیر سے

باقی صـ ۱۹ پر

ترتیب: عمید الہ

حضرت العلامہ سیّد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا سلسلہ نسب شیخ مسعود نروریؒ کشمیری سے ملتا ہے۔ جن کے بزرگوں کا اصل وطن بغداد تھا۔ وہاں سے ملتان آئے۔ لاہور منتقل ہوئے پھر کشمیر میں سکونت اختیار کر لی آپ ۲۷ شوال ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ساڑھے چار سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار سے قرآن حفظ کرنا شروع کیا۔ اور چھ برس کی عمر میں قرآن کے علاوہ فارسی کے متعدد رسال بھی ختم کر لیے۔ آپ کے والد گرامی فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے مجھ سے قدوری شروع کی تو ایسے مسائل دریافت کرتے تھے کہ مبسوط کتابوں کے مطالعہ کے بغیر جن کا جواب دینا مشکل ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ منطق اور نحو کے چند رسائل کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اتفاقاً ایک بڑے عالم آپ کے پاس آگئے۔ ان عالم نے ان کتابوں کو اٹھا کر دیکھا۔ کتابوں پر خود حضرت مرحوم کے ہاتھ سے حواشی لکھے ہوئے تھے بچپن میں اس ذکاوت، تیزی طبع، جودت فہم اور طبیعت کی دور رسی کا اندازہ کر کے بے اختیار انہوں نے کہا کہ یہ بچہ اپنے وقت کا رازی و غزالی ہوگا۔

آپ نے خود ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں بارہ سال کی عمر میں فتاویٰ دینے لگا تھا۔ اور نو سال کی عمر میں فقہ و نحو کی مطولات کا مطالعہ کر چکا تھا۔

جن علماء سے آپ کو شرفِ تلمذ رہا ان میں سے مندرجہ ذیل حضرات خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا محمد اسحاق امرتسریؒ، حضرت مولانا غلام رسول ہزارویؒ صاحب۔

باطنی فیوض قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے حاصل کیے۔

دارالعلوم دارالعلوم میں آپ نے استفادۂ علوم و فنون کیا تھا۔ اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی تھی۔ اب مدرس مقرر ہوئے۔ سنن ابوداؤد اور صحیح مسلم کا درس سالہا سال کسی تنخواہ کے بغیر دیتے رہے۔

حضرت شیخ الہند کے حجاز تشریف لے جانے کے بعد قائم مقام صدر مدرس کی حیثیت سے۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھاتے رہے۔ حضرت علامہ کے اندازِ درس نے درحقیقت دنیائے درس و تدریس میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔

تبحرِ علمی۔ آپ کے علمی و عملی کمالات میں سے جو چیز آپ کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز کرتی ہے۔ وہ آپ کی جامعیت اور تبحر علمی ہے علوم عقلیہ و نقلیہ میں ایک بھی ایسا علم نہیں جس میں آپ کو مہارتِ تامہ حاصل نہ ہو۔ متقدمین میں بھی اس شان کے لوگ کم نظر آتے ہیں۔ آپ سینکڑوں علما کے مجمع میں بیٹھ کر اس طرح تقریر فرمایا کرتے تھے گویا آپ کو تمام مسائل مستحضر اور کالنقش فی الحجر ہیں۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ خیال ہوتا کہ آپ اپنے ارادے سے کلام نہیں فرما رہے بلکہ الہامات و واردات سے ارشاد فرما رہے ہیں۔ یہ تو بیشتر ہوتا کہ اکابر علماء جب و[...] جب بعض مسائل کے متعلق پوچھا جاتا [...] سے استفسار کرنے کو فرمایا کرتے تھ[...] عصر حاضر کو جب کسی علمی مسئلہ میں کوئی دق[...] آتی تو حضرت علامہ سے رجوع فرمات[...] میں حضرت حکیم الامت کے ایک [...] نقل کیا جاتا ہے۔ جو انہوں نے علامہ کو [...] فرمایا تھا۔ جس میں حضرت علامہ سے کسی [...] مطلوب ہے۔

نفحۃ العجز حضرت علامہؒ کی ایک [...] اور جامع تاریخ حیات ہے۔ جسے عربی [...] میں حضرت کے شاگرد رشید حضرت مو[...] یوسف بنوری صدر مجلس عمل ختم نبوت [...] کر لیا اور مجلس علمی ڈابھیل نے شائع [...] حضرت حکیم الامت خط مذکور میں فرمات[...]

از ناکارہ آوارہ اشرف علی بخدمت [...] جامع الفضائل العلمیہ والعملیہ حضرت مولانا [...] انور شاہ صاحب دامت انوارہم السلام [...] ورحمۃ اللہ۔

تحقیق سابق کے متعلق بضرورت مکر[...] دینا پڑی۔ امید ہے معاف فرمائیں گے۔ [...] حادثہ مجھے خود پیش آیا۔ اس کے متعلق جد[...] تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ اس میں روایت [...] درایت سے کچھ حکم فرمائیں۔

ذکاوت و ذہن:۔ حضرت علامہ [...] قدرت نے بے مثال ذہن عطا فرمایا تھا۔ [...] فن کی کسی کتاب کو شروع سے آخر تک ایک مرتبہ [...]

باقی ص[...]

مرسلہ :
ڈاکٹر احمد حسین کمال

اسرائیل کی ہٹ دھرمی تباہ کن ثابت ہوگی

پچھلے دنوں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کی بھاری اکثریت نے تنظیم آزادی فلسطین کے رہنماؤں کو جنرل اسمبلی کے ۲۹ ویں اجلاس کے دوران مسئلہ فلسطین پر بحث میں حصہ لینے کی دعوت دینے کا جو فیصلہ کیا وہ بین الاقوامی زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے اس بحث کے نتیجے میں جو قرارداد منظور ہوئی ہے اس میں تنظیم آزادی فلسطین کو فلسطین کے عرب عوام کا قانونی نمائندہ قرار دیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کرٹ والڈہائیم نے بیروت کے اخبار "النہار" کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ تنظیم آزادی فلسطین کے ایک وفد کو مسئلہ فلسطین پر بحث میں حصہ لینے سے متعلق جنرل اسمبلی کا فیصلہ اقوام متحدہ کی تاریخ کا ایک موڑ ہے۔

اس فیصلے کی اہمیت کو کم کرکے بیان کرنا مشکل ہے۔ عرب اور عالمی پریس نے اس فیصلے کو بجا طور پر فلسطین کے عرب عوام اور عرب تحریک قومی آزادی کی ایک بڑی کامیابی قرار دیا ہے۔ مثلاً فرانسیسی اخبار "ہیومنیائت" نے لکھا ہے کہ فلسطینیوں نے ایک بڑی سیاسی کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ تمام قوموں اور تمام ترقی پسند قوتوں کی بھی کامیابی ہے۔ اسی سال موسم گرما میں سوویٹ رہنماؤں اور تنظیم آزادی فلسطین کے وفد کے مابین ہونے والے مذاکرات میں سوویٹ یونین کی امداد و حمایت فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ اخبار مذکور نے مزید لکھا ہے کہ اب یہ ممکن نہیں ہے کہ مشرق وسطی کے مسئلے کو جنیوا یا کہیں اور فلسطینیوں کی شرکت کے بغیر زیر بحث لایا جا سکے۔ اس کے علاوہ فلسطینیوں کے حق خود اختیاری کو تسلیم کیے بغیر اس مسئلے کو حل کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

گذشتہ پچیس سال سے بھی زیادہ عرصے سے فلسطین کے عرب عوام کو اپنے غیر منفک حق خود اختیاری کو جس کو اقوام متحدہ تسلیم کر چکی ہے، استعمال کرنے سے محروم رکھا گیا ہے۔ یہ بے انصافی اور دھاندلی اسرائیل کے حکمران حلقوں اور صیہونی قوتوں کی، جو مشرق وسطی میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ منصوبوں کی تکمیل میں ہر ممکن مدد دے رہی ہیں، جارحانہ پالیسی کا نتیجہ ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں مسئلہ فلسطین پر بحث سے یہ بات قائل کن طور پر ثابت ہوگئی کہ تل ابیب مکمل طور پر الگ تھلگ ہو کر رہ گیا ہے۔ جنرل اسمبلی کے اجلاس میں سوائے اسرائیلی مندوب کے کسی ایک مقرر نے بھی تنظیم آزادی فلسطین کے فلسطینی عوام کی نمائندگی کرنے کے اختیار کو چیلنج نہیں کیا۔ تنظیم آزادی فلسطین کو فلسطینی عوام کا نمائندہ تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنے کے لیے جب رائے شماری ہوئی اور یہ واضح ہوگیا کہ صرف تین ملک امریکہ، بولیویا اور ڈومینیکن ری پبلک ہی اسرائیل کے حامی ہیں تو اسرائیل کے نمائندے نے بڑی ترشروئی سے یہ اعلان کیا کہ اسرائیل تنظیم آزادی فلسطین کے دہشت پسندوں اور ان کے اڈوں کو ختم کرنے کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھے گا۔

امریکی وفد نے اسرائیلیوں کا ساتھ دے کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں، لیکن یہ بات کوئی حیرت کا باعث نہیں ہے۔ حتی کہ امریکی نمائندے نے رائے شماری کے دوران اپنے موقف کا دفاع کرتے ہوئے یہ دعوی کیا کہ ایسا بالکل نہیں ہے کہ فلسطینی عوام کی تشویش اور انصاف کے لیے ان کی خواہش امریکہ کے لیے ناقابل فہم ہے۔ یا وہ اس سے ہمدردی نہیں رکھتا، لیکن اس قسم کی باتوں کے فریب میں کوئی نہیں آسکتا۔ فلسطینیوں کو ایسی مفاہمت یا ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے جس کے پیش نظر امریکہ، اسرائیلی جارحیت پسندوں کی حمایت کرتا رہے اور اخلاقی اور مادی امداد دیتا رہے۔

اسرائیلی وزیر اعظم تشیر اک رابن اسی سال ستمبر میں جب امریکہ گئے تو یہ بات سامنے آئی کہ امریکہ اسرائیل کو فوجی اور مالی امداد دینے کے لیے تیار ہے؟ اسرائیلی حکام نے اعتراف کیا ہے کہ رابن کو واشنگٹن میں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اسرائیل کو جس اسلحہ اور جنگی ساز و سامان کی فوری طور پر ضرورت ہے وہ فراہم کر دیا جائے گا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسرائیل کو ۵۰ لڑاکا بمبار فینٹم طیارے، دو سو سے ڈھائی سو تک ٹینک اور لاسر رہنما نظام سے لیس بم جلد ہی مل جائیں گے۔ بیروت کے اخبار "صوت العروبہ" کی اطلاع کے مطابق امریکہ سے ان ہتھیاروں کی ایک کھیپ تو طیاروں کے ذریعے اسرائیل پہونچ چکی ہے اس کے علاوہ اسرائیل کو ایک ارب پچاس کروڑ ڈالر کی مالی امداد دینے کا بھی وعدہ کیا ہے۔

اس سوال کا جواب کہ اسرائیل کے حکمران مشرق وسطی کے بارے میں اپنے موقف میں روز بروز کیوں سختی پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس مسئلے کو فوجی طاقت کے ذریعے حل کرنے کی کوششوں کو ترک کرنے پر کیوں آمادہ نظر نہیں آتے، اس بے پناہ مالی اور فوجی امریکی امداد کے پس منظر میں تلاش کرنا چاہیے تل ابیب آج بھی وہی راگ الاپ رہا ہے کہ سنہ ۱۹۶۷ کی جنگ سے پہلے کی سرحدوں پر اسرائیل کی واپسی کے موضوع پر بات چیت نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اسرائیلی فوج نے گذشتہ کئی مہینوں سے بغیر

کسی اعلان کے لبنان کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے جس کے نتیجے میں لبنان کے جنوبی علاقے میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔

مشرق وسطیٰ کی صورتحال انتہائی کشیدہ ہے پچھلے دنوں لیونڈ بریژنیف نے کشی نیف میں تقریر کرتے ہوئے کیا ہی مناسب بات کہی کہ "آخر کار یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اقوام متحدہ کی تنظیم کے فیصلوں پر عملدرآمد کرایا جائے۔ اسرائیل کے قبضے سے عرب علاقوں کو آزاد کرایا جائے اور فلسطین کے عربوں کو اپنا وطن حاصل کرنے کے حق سمیت ان کے تمام جائز حقوق دلائے جائیں۔ اگر ہم مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو یہ کام بغیر کسی مزید تاخیر کے انجام دیا جائے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے کام کو ملتوی کرنے اور موجودہ صورتحال کو بدستور برقرار رکھنے کا مطلب ایک ایسی بارودی سرنگ پر کھڑے رہنے کے مترادف ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتی ہے۔"

اسرائیل کی اشتعال انگیزیاں

آئے دن لبنان کے خلاف اسرائیلی افواج کی مسلح اشتعال انگیزیوں کی خبریں آرہی ہیں۔ اسرائیل گولان کی پہاڑیوں اور لبنانی سرحد پر اپنی فوجیں جمع کر رہا ہے اور ٹینک دستے بھی اس طرف پیش قدمی کر رہے ہیں دوسری جانب اسرائیلی جہاز لبنان کے ساحلی سمندر میں مداخلت کر رہے ہیں، اسرائیلی طیارے پڑوسی عرب ممالک کی فضائی حدود کی خلاف ورزیاں کر رہے ہیں اور فلسطینی پناہ گزینوں اور جنوبی لبنان کے دیہاتوں پر وحشیانہ بمباری کر رہے ہیں۔ اگست کے آخری ہفتے میں اسرائیل نے وسیع قومی پیمانے پر اپنی ریزرو فوج کی تربیتی مشقوں کا آغاز کیا۔ بیروت کے روزنامہ "الشرق" کا کہنا ہے کہ اسرائیلی افواج کو حکم دیا گیا ہے کہ کسی وقت بھی عرب ممالک پر بھرپور جارحیت کے لیے تیار رہیں، اس فوجی نقل و حرکت کے ساتھ ساتھ اسرائیلی اپنے بیانات سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ جنگ کا امکان ہے" اسرائیلی افواج کو تیزی کے ساتھ دوبارہ سازوسامان سے لیس کیا جا رہا ہے اس مقصد کے لیے امریکہ نے کئی ماہ پہلے اسرائیل کو دو ارب بیس کروڑ ڈالر کی امداد دی تھی۔ اسرائیلی فوجی وفد کو جس نے حال ہی میں امریکہ کا دورہ کیا ہے، یقین دلایا گیا ہے کہ اسرائیل کو جدید ترین فوجی سازوسامان کی ترسیل جاری رہے گی۔

اسرائیلی آبادی اسلحہ کی اس نہ ختم ہونے والی دوڑ کی بھاری قیمت ادا کر رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے آئندہ تین سالوں میں آٹھ ارب ڈالر کی خطیر رقم (جو قریب قریب اسرائیل کے سالانہ بجٹ کے برابر ہے) مختص کی جائے گی پچھلے چھ ماہ کے اندر اسرائیل میں ضروریات زندگی کی قیمتیں ۳۱ فیصد تک بڑھ چکی ہیں۔ ملک کی تاریخ میں اس شرح اور رفتار سے گرانی پہلے کبھی نہیں بڑھی اور ٹیکسوں میں تخفیف کی مدمیں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ رقم گزشتہ برس دو ارب پچاس کروڑ ڈالر تھی اور اس سال ۳ ارب ۳۰ کروڑ ڈالر ہو گئی ہے اسرائیل نئی فوجی مہم کی تیاریوں کے لیے تمام وسائل سے کام لے رہا ہے

غیر ملکی مبصرین کو یقین ہے کہ جنگی جنون کا یہ تازہ ترین مظاہرہ عرب ممالک پر دباؤ ڈالنے کے خصوصی مقصد کے تحت کیا جا رہا ہے تاکہ انہیں مشرق وسطیٰ کی کشیدگی پر اپنے من مانے سمجھوتے پر مجبور کیا جا سکے اسی جنگی جنون کے زیر اثر اسرائیلی رہنما ایسے بیانات بھی دے رہے ہیں کہ مقبوضہ عرب علاقوں سے اسرائیلی افواج کی واپسی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اسرائیل کی اس فوجی دیوانگی کا ایک اور پہلو بھی قابل ذکر ہے۔ "تل ابیب" قبرص کی کشیدگی سے جو اسرائیلی ساحل سے صرف ۲۰۰ کلومیٹر دور ہے سیاسی فائدے اٹھانا چاہتا ہے۔ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ سامراجی قوتیں ایک مدت سے آرزومند ہیں کہ قبرص کو اپنا ایک ناقابل تسخیر ہوائی اڈہ بنالیں کیونکہ اسرائیل کے جارحانہ عزائم کی حمایت کے لیے قریب ترین اڈہ بھی ہے

بقیہ مشاہیر اسلام

اور جب کبھی سالہا سال کے بعد اس کے متعلق کوئی بات چھڑتی تو اس کتاب کے مندرجات کو اسطرح حوالوں کے ساتھ بیان کیا کہ تمام سننے والے ششدر و حیران ہو گئے۔ ایک کتاب کے اگر پانچ یا دس دس حواشی بھی ہوتے تو وہ آپ کو یاد ہوتے۔ حوالہ کتاب بقید جلد و صفحات آپ کو ایک ہی مرتبہ کے مطالعہ سے محفوظ ہو جاتے۔ اور جس وقت کسی اہم مسئلہ پر تقریر کرتے تو بلا تکلف بے شمار کتب کے حوالے دیتے چلے جاتے۔ آپ کی قوت حافظہ ان منکرین حدیث کا گویا جواب تھا۔ جو محدثین کے حافظہ پر اعتماد نہیں کرتے اور ذخیرہ حدیث کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

حضرت مدنی کی روایت ہے کہ شاہ صاحب فرماتے تھے۔ جب میں کسی کتاب کا سرسری نظر سے مطالعہ کرتا ہوں اور اس کے مباحث کا محفوظ رکھنے کا ارادہ بھی نہیں ہوتا تب بھی پندرہ سال تک اس کے مضامین مجھے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

ضروری ہدایات

۱۔ مضمون رپورٹ اور خط ارسال کرتے وقت تاریخ لکھنا مت بھولیں ورنہ مضمون اور خط کی کوئی حیثیت نہ ہو گی۔

۲۔ جماعتی خبریں ارسال کرتے ہوئے اختصار کو ملحوظ رکھیں۔

۳۔ مضمون خط اور اپنا پتہ صاف اور خوش خط لکھیں۔

۴۔ مضمون لکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ مضمون ورق کے دونوں طرف نہ ہو صرف ایک صفحہ پہ لکھا جائے۔

۵۔ جمعیۃ سے غیر متعلقہ اور غیر ضروری خبریں بھیجنے کی زحمت نہ فرمائیں۔

۶۔ اکابرین کے دوروں کی رپورٹیں بروقت ارسال کریں

۷۔ بعض ساتھی خبریں بھیجتے ہیں کہ جمعیۃ کے فلاں کارکن کی دادی، نانی وغیرہ فوت ہو گئی ہیں ان کا احساس اپنی جگہ بجا مگر ادارے کی مجبوریوں کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

۸۔ رسالے کی سرکولیشن وغیرہ سے متعلق تمام خطوط مینجر ادارہ کے نام لکھیں۔

۹۔ رئیس ادارہ کے نام صرف وہ خطوط لکھیں جن کا تعلق مضامین کی اشاعت وغیرہ سے ہو

"اسلام ہمارا دین ہے"

کرم القادری

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ کسی فرد، گروہ، جماعت اور پارٹی کے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار اس کے قول و عمل میں ہم آہنگی اور مطابقت ہے۔ یہی ایک میزانِ عدل ہے جس سے ہم کسی کے غلط یا صحیح ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جس پارٹی یا فرد کا قول اور دعویٰ اس کے عمل کی میزانِ عدل پر پورا نہیں اترتا اور واقعات و مشاہدات قول و عمل میں تضادات و تباین کی نشاندہی کرتے ہیں تو اس کے جھوٹا ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی جاتے گی۔ اس اصول سے کسی کو مفر نہیں۔

یہ بات بھی فرد بشر سے پوشیدہ نہیں کہ ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی نے قوم کے دکھوں کا مداوا اور درد کا درماں جس انتخابی منشور کو قرار دیا۔ اس کا پہلا اصول بلکہ نعرہ یہ تھا کہ "اسلام ہمارا دین ہے"۔ گو اس نعرے کی صدائے بازگشت گاہے ماہے آج بھی سنائی دیتی رہتی ہے، لیکن انتخابی مہم کے دوران جس شد و مد سے اسلام ہمارا دین ہے کا پروپیگنڈہ کیا گیا وہ سب پر عیاں ہے۔ جلسوں جلوسوں میٹنگوں اور اجتماعات میں پیپلز پارٹی کا ہر چھوٹا بڑا، پڑھا لکھا اور اَن پڑھ مقرر مسلسل و پیہم غلط یا صحیح تلفظ میں اس نعرے کو دہراتا بلکہ اکثر و بیشتر یوں آغازِ سخن کرتا کہ "اسلام ہمارا دین ہے"

دیکھنا یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے کے بلند بانگ دعاوی کرنے والوں نے کس حد تک اپنے قول کو اپنے عمل سے ہم آہنگ کیا؟ موجودہ "عوامی حکومت" بلاشرکت غیرے تین سال سے اقتدار پر متمکن ہے۔ اس طویل عرصے میں اسلام کس حد تک نافذ ہوا؟ کہاں کہاں نافذ ہوا؟ اور خلافت راشدہ کے دور کی بہاریں کس کس گوشے میں نظر آ رہی ہیں۔ ملک کی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کسی عدالت میں بھی اسلامی احکام و تعزیرات کے مطابق فیصلے ہو رہے ہیں؟ یا انگریز کے بنائے ہوئے قوانین مسلط ہیں۔

تبلیغ اسلام کے لیے ملک اور بیرونِ ملک کیا منصوبہ بنایا گیا۔ کیا اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی؟

محترم وزیر اعظم کے دوروں پر جس بے دردی سے قومی دولت لٹائی جا رہی ہے کیا اس کا عشرِ عشیر بھی تبلیغِ اسلام پر صرف کرنے کا پروگرام بنایا گیا؟ کتنے مبلغ ہیں جو شب و روز تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے۔ اسلامی لٹریچر کو غیر ملکی زبانوں میں منتقل کر کے کس حد تک ممالک غیر میں بھیجا گیا؟ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے۔

شاید پیپلز پارٹی کے کرتا دھرتا عوامی حکمران اسلامی مشاورتی کونسل کے قیام اور حج و اوقاف کی وزارت ہی کو خدمت اسلام سمجھے ہوئے ہیں۔

اس قسم کی مشاورتی کونسلیں اور وزارتیں پہلے بھی قائم ہوتی رہی ہیں — ہر دور کا آمر اس نوع کی کونسلوں کی تشکیل کو خدمتِ اسلام کا نام دے کر عامۃ المسلمین کی آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا ہے۔ موجودہ "عوامی حکومت" بھی اسی روش پر رواں دواں ہے۔

مشاورتی کونسل کے کاسہ لیسانِ ازلی اور پیران تسمہ پا کا وجود قومی خزانے پر بار بننے کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ان کا اسلام حاکمِ وقت کے اشارۂ ابرو کی متابعت کے سوا کچھ نہیں۔ عوامی حکومت کے سینے میں اگر خدمت اسلام یا اسلام کے عملاً نفاذ کا جذبہ موجزن ہوتا تو اسلام کے سچے خیر خواہ اور جید علماء کی رہنمائی حاصل کی جاتی۔

ممکن ہے عوامی حکمران اس غلط فہمی کا شکار ہوں کہ انہوں نے وزارتِ مذہبی امور قائم کر کے اسلام کی ایک اور خدمت کی ہے۔ درآں حالانکہ مذہبی امور کی وزارت کا قیام اسلام کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ یہ عملی ثبوت ہے اس بات کا کہ اسلام ہمارا دین ہے کہنے والوں کے نزدیک اسلام صرف چند امور کا نام ہے جس کی وزارت قائم کر دینے سے اسلام کی تنفیذ کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ ان اسلام کے "خیر خواہوں" کو کون بتائے کہ اسلام ایک مکمل نظام ہے جس کا تعلق فرد سے لے کر بین الاقوامی دنیا تک ہے۔ اسلام ایک ایسا لائحۂ عمل ہے جس میں ہر شعبۂ زندگی کے لیے ہدایات موجود ہیں۔ اسلام صرف چند مذہبی امور کا نام نہیں بلکہ اسلام اپنے دامن میں عبادات کے ساتھ، معاشیات، سیاسیات، اخلاقیات، نفسیات اور حسن معاشرت کے زریں اصول رکھتا ہے۔ "اسلام ہمارا دین ہے" کے اقتدار کے بعد اسلام کے ساتھ کسی دوسرے نظام کی پیوندکاری اسلام کے مکمل نظام ہونے کی تکذیب ہے۔ اس قسم کی لایعنی پیوندکاریوں سے اسلام دین کی بجائے مذہبی امور کی وزارت بن جاتا ہے۔ ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

اس پر دعویٰ ہے کہ خدا کے حضور اسلامی خدمات پیش کی جائیں گی۔ [illegible]

[illegible]

سیّد سُلیمان ندوی

جامعیّتِ کبریٰ

انسانوں کے ہر طبقے اور صنف کے لیے نصیحت پذیری

وہ تمام اشخاص جو کسی مذہب کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہوں ناممکن ہے کہ وہ کسی ایک ہی صنفِ انسانی سے متعلق ہوں۔ اس دنیا کی بنیاد ہی اختلافِ عمل پر ہے۔ باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ یا رئیس جمہور اور حکام بھی ضروری ہیں اور محکوم، مطیع اور فرمانبردار رعایا بھی، امن و امان کے کے قیام کے لیے قاضیوں اور ججوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح سپہ سالاروں، غریبوں، دولتمندوں عابد و زاہد، سپاہی و مجاہد، اہل و عیال، دوست و احباب بھی، تاجر و سوگوار، امام اور پیشوا بھی۔ غرض اس دنیا کا نظم و نسق ان مختلف اضافات کے وجود اور قیام پر ہی موقوف ہے اور ان تمام اضافات کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمہ اور نمونہ کی ضرورت ہے۔

اسلام ان تمام انسانوں کو سنتِ نبویؐ کے اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ مختلف طبقاتِ انسانی کے لیے اپنے پیغمبرؐ کی سیرت میں نمونے اور مثالیں رکھتا ہے جو ان میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ ہدایت کا چراغ بن سکتا ہے۔ اسلام کے صرف اسی نظریے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی سیرت میں جامعیت ہے۔ یعنی انسانوں کے ہر طبقے اور صنف کے لیے اس کی سیرت پاک میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس و سبق موجود ہے۔

اصنافِ انسانی کے بعد دوسری جامعیت خود ہر انسان کے مختلف لمحوں کے مختلف افعال کی ہے ہم چلتے پھرتے بھی ہیں۔ سوتے جاگتے بھی ہیں۔ لین دین بھی کرتے ہیں۔ ہنستے بھی ہیں۔ روتے بھی ہیں اٹھتے بھی ہیں بیٹھتے بھی ہیں۔ کھاتے پیتے بھی ہیں، پہنتے بھی ہیں، اتارتے بھی ہیں، سیکھتے بھی ہیں سکھاتے بھی ہیں، مرتے بھی ہیں، مارتے بھی ہیں۔ کھاتے بھی ہیں، کھلاتے بھی ہیں۔ عبادت و دعا بھی کرتے ہیں اور کاروبار بھی۔ مہمان بھی بنتے ہیں، میزبان بھی۔ ہم کو ان تمام امور کے متعلق جو ہمارے مختلف افعالِ جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں، عملی نمونوں کی ضرورت ہے جو ہم کو نئی حالت کے پیش آنے میں ایک نئی ہدایت کا سبق اور نئی رہنمائی کا درس دیں۔

ان افعال کے بعد جن کا تعلق اعضا سے ہے وہ افعال آتے ہیں جن کا تعلق دل و دماغ سے ہے اور جن کی تعبیر ہم اعمالِ قلب یا جذبات اور احساسات سے کرتے ہیں۔ ہر آن ہم ایک نئے قلبی عمل یا جذبہ یا احساس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہم کبھی راضی ہیں، کبھی خوش ہیں، کبھی غمزدہ، کبھی مصائب سے دوچار ہیں اور نعمتوں سے مالا مال، کبھی ناکام ہوتے ہیں کبھی کامیاب۔ ان سب حالتوں میں ہم مختلف جذبات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اخلاق فاضلہ کا تمام تر انحصار انہی جذبات اور احساسات کے اعتدال اور باقاعدگی پر ہے۔ ان سب کے لیے ہم کو ایک عملی سیرت کی ضرورت ہے۔

عزم، استقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکّل رضا، مصیبتوں کی برداشت، قربانی، قناعت استغنا، ایثار، تواضع، خاکساری، غرض نشیب و فراز، بلند و پست۔ تمام اخلاقی پہلوؤں کے لیے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں۔ ہم کو عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے، مگر وہ کہاں مل سکتی ہے؟ صرف محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس!

ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفۂ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی سیرت ہے۔ اگر دولت مند ہو تو مکّہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہیں تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑائیں، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد یا معلم ہو تو صفہ کی درس گاہ کے معلم مقدس کو دیکھو۔ اگر شاگرد ہو تو رُوح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی اور بےکسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے۔ اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتحِ مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جد و جہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نفیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم و نسق کو دیکھو۔ اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو۔ اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو۔ اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو۔ اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے سالار کارواں کی

مثال ڈھونڈو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے آنے والے ثالث کو دیکھو جو حجرِ اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر میں شاہ و گدا، امیر و غریب سب برابر تھے، اگر بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو۔ غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لیے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لیے سامان، تمہارے ظلمت خانے کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔ اس لیے طبقۂ انسانی کے ہر طالب اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لیے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے۔

غرض ایسی کامل اور جامع ہستی جو اپنی زندگی میں ہر نوع اور ہر قسم، ہر گروہ اور ہر صنف انسانی کے لیے ہدایت کی مثالیں اور نظیریں رکھتی ہو وہی اس لائق ہے جو غیظ و غضب اور رحم و کرم جود و سخا اور فقر و فاقہ، شجاعت و بہادری اور رحم دلی و رقیق القلبی خانہ داری و خانہ دانی، دنیا اور دین دونوں کے لیے ہم کو اپنی زندگی کے نمونوں سے بہرہ مند کر دے۔ جو دنیا کی بادشاہی کے ساتھ آسمان کی بادشاہی کی بشارت دے اور دونوں بادشاہتوں کے قواعد و قوانین اور دستور العمل کو اپنی زندگی میں برت کر دکھا دے۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دنیا میں صرف عفو و درگذر، معافی اور نرمی انسانیت کی تکمیل کے سب سے بڑے ذریعے ہیں، بلکہ فقط یہی ذریعے ہیں۔ اس لیے جس ہستی میں صرف ایک ہی پہلو ہو وہی انسانیت کی سب سے بڑی مصلح اور محسن ہے۔ لیکن انسان کے اخلاق میں کیا فقط یہی قوتیں ودیعت ہیں یا اس کے مقابل کی قوتیں بھی ہیں۔ ایک انسان میں دیکھو تو ہر قسم کے فطری جذبات مثلاً غصہ اور کرم، محبت اور عداوت، خواہش و قناعت انتقام اور عفو وغیرہ موجود ہیں۔ اس لیے ایک کامل معلم وہی ہو سکتا ہے جو انسانیت کے ان تمام قویٰ اور جذبات میں اعتدال پیدا کر کے ان کے صحیح مصرف کو متعین کرے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کفر کے خلاف غیظ و غضب کا ولولہ پیش کرتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات بت شکنوں کا منظر دکھاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کفاروں سے جنگ و جہاد، شاہانہ نظم و نسق اور اجتماعی دستور و قانون کی مثال پیش کرتی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی صرف خاکساری تواضع، عفو و درگزر اور قناعت کی تعلیم دیتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی شاہانہ اولوالعزمیوں کی جلوہ گاہ ہے، حضرت ایوب علیہ السلام کی حیات صبر و شکر کا نمونہ ہے، حضرت یونس علیہ السلام کی سیرت ندامت و انابت اور اعتراف کی مثال ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی قید و بند میں دعوت حق اور جوش تبلیغ کا سبق ہے، حضرت داؤد علیہ السلام کی سیرت گریہ و بکا، حمد و ستائش اور دعا و زاری کا صحیفہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی امید، خدا پر توکل اور اعتماد کی مثال ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کو دیکھو کہ اس میں نوحؑ اور ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سلیمانؑ اور داؤدؑ، ایوبؑ اور یونسؑ، یعقوبؑ اور یوسف (علیہم السلام) سب کی زندگیاں اور سیرتیں سمٹ کر آ گئی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ قانون لے کر آتے، حضرت داؤدؑ دعا و مناجات لے کر آئے، اور حضرت عیسیٰؑ زہد و اخلاق لے کر۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قانون بھی لاتے، دعا و مناجات بھی اور زہد و اخلاق بھی۔ ان سب کا مجموعہ الفاظ و معنی میں قرآن اور عمل میں سیرتِ محمدیؐ ہے۔

اب سیرتِ محمدیؐ کی جامعیت کا ایک اور پہلو دیکھیے۔ دنیا میں دو قسم کی تعلیم گاہیں ہیں۔ ایک وہ جہاں صرف فن سکھایا جاتا ہے۔ جیسے کوئی میڈیکل کالج ہے، کوئی انجینئرنگ کالج ہے، ایک آرٹ اسکول ہے، ایک تجارت کا مدرسہ ہے۔ ان میں سے ہر مدرسہ اور تعلیم گاہ صرف ایک قسم کے طالب علموں کا انتظام کر سکتی ہے۔ میڈیکل کالج سے ڈاکٹر نکلیں گے۔ قانون کے مدرسہ سے قانون دان تیار ہوں گے۔ تجارت کی تعلیم گاہ سے صرف تجارت سے واقف کار پیدا ہوں گے۔ علم و فن کے مدرسے کی خاک سے صرف اہلِ علم اور اہلِ فن اٹھیں گے۔ لیکن کہیں کہیں بڑی بڑی یونیورسٹیاں ہوتی ہیں۔ یہ دوسری قسم کی تعلیم گاہیں ہیں جو اپنی وسعت کے مطابق ہر قسم کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتی ہیں۔ ان کے احاطہ میں ڈاکٹری کالج بھی ہوتا ہے اور صنعت و حرفت کا مدرسہ بھی۔ طلبا مختلف دیار سے آتے اور اپنے اپنے ذوق مناسبت طبع اور استعداد کے مطابق ایک ایک کالج یا مدرسے کا انتخاب کر لیتے ہیں۔ پھر وہاں فوجوں کے جنرل اور سپاہی، عدالتوں کے قاضی اور قانون دان اور ماہر سب ہی پیدا ہوتے ہیں۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صرف ایک ہی تعلیم، ایک ہی پیشہ اور ایک ہی علم کے جاننے والوں سے انسانی سوسائٹی کی تکمیل نہیں ہو سکتی، بلکہ ان کے مجموعہ سے وہ کمال کو پہونچتی ہے، اور یہ سوچ سکتی ہے اگر صرف ایک ہی علم اور ایک ہی پیشہ کے ماہرین سے تمام دنیا معمور ہو جاتے تو اس تہذیب و تمدن کی مشین فوراً بند ہو جاتے اور انسانی کاروبار یک قلم مسدود ہو جاتے۔ یہاں تک کہ اگر دنیا صرف زہد پیشہ خلوت نشینوں سے بھر جائے تب بھی وہ اپنی تکمیل کے درجے کو نہیں پہونچ سکتی۔ اب اس معیار پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتوں پر غور کریں اور تعلیم انسانی کی ان درس گاہوں کا جائزہ لیں جن کے اساتذہ انبیاء رہے ہیں تو پہلے تو کہیں دس دس، بیس بیس، کہیں ساٹھ ستر کہیں سو دو سو کہیں ہزار دو ہزار، کہیں پندرہ بیس ہزار طالب علم ملیں گے، لیکن جب مدرسہ نبوی کی آخری تعلیم گاہ کو دیکھیں گے تو آپ کو ایک لاکھ سے زیادہ طالب علم بیک وقت نظر آئیں گے۔ پھر ان دوسری نبوت گاہوں کے طلبہ کو اگر جاننا چاہیں کہ وہ کہاں کے تھے؟ کون تھے؟ کیسے تیار ہوئے؟ ان کے

اخلاق و عادات ، روحانی حالات اور دیگر سوانحِ زندگی کیا تھے اور عملی تربیت کے عملی نتائج کیسے ثابت ہوتے ؟ تو آپ کو ان سوالات کا جواب نہیں مل سکتا ، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درس گاہ میں ہر چیز آپ کو معلوم ہو سکتی ہے ۔ اس کے ہر طالب علم کا نام و نشان ، حالات و سوانح ، نتائج تعلیم تربیت ، ہر چیز تاریخ اسلام کے اوراق میں ثبت ہے ۔ پھر یہی نہیں بلکہ اس درس گاہ کو آفاقی اور عالمگیری کیسے کہ ہر ملک ہر قوم ، ہر وطن اور ہر خانوادے کا باشندہ عملاً اس میں داخل ہے ۔ کیونکہ اس میں داخلہ کے لیے رنگ و روپ ، ملک وطن ، قوم و نسل اور زبان و لہجہ کا سوال نہ تھا ، بلکہ وہ دنیا کے تمام خانوادوں ، تمام قوموں اور تمام زبانوں کے لیے عام تھی ۔ پھر اس درس گاہ کی حیثیت و درجہ ملاحظہ کیجیے کہ اس جامع اور عمومی درس گاہ اور عظیم الشان یونیورسٹی میں ذوق ، مناسبت طبع اور استعداد کے مطابق ہر ملک کے لوگوں کو ، ہر قوم کے افراد کو الگ تعلیم ملتی ہے ۔ ایک طرف عقلائے روزگار ، اسرارِ فطرت کے محرم ۔ دنیا کے جہاں بان اور ملکوں کے فرمانروا اس درس گاہ سے تعلیم پاکر نکلتے ہیں ، دوسری طرف ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جن کے فاتحانہ کارناموں کی دھاک آج بھی زمانے پر بیٹھی ہوتی ہے ۔ تیسری طرف وہ بیسیوں صحابہؓ ہیں جنہوں نے صوبوں اور شہروں کی کامیاب حکومت کی ۔ چوتھی طرف علماء و فقہاء کی صف ہے ۔ پانچویں صف عام ارباب روایت و تاریخ کی ہے جس میں سینکڑوں صحابہ ہیں جو احکام و وقائع کے ناقل اور راوی ہیں ۔ چھٹی جماعت اہل صفہ کی ہے جن کے پاس سر رکھنے کے لیے مسجد نبویؐ کے چبوترے کے سوا کوئی اور جگہ نہیں تھی ۔ بدن پر کپڑوں کے سوا دنیا میں ان کی کوئی اور ملکیت نہیں تھی ۔ وہ دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے ان کو بیچ کر خود کھاتے ، کچھ راہِ خدا میں دیتے اور رات کو اطاعت و عبادت میں بسر کرتے ۔ یہاں وہ لوگ بھی نظر آتے ہیں جن کے مانند آسمان کے نیچے ان سے زیادہ حق گو پیدا نہ ہوا ۔ ایک اور طرف بہادر کارپردازوں اور عرب کے مدبرین کی جماعت ہے تو ایک حق کے شہیدوں اور بے گناہ مقتولوں کی ہے جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی عزیز جانیں قربان کیں ، مگر حق کا ساتھ چھوڑنے پر راضی نہ ہوتے ۔

غور کا مقام ہے یہ وہی وحشی عرب ، وہی بُت پرست ، وہی بد اخلاق عرب ہیں یہ کیا انقلاب آگیا تھا ۔ ایک امّی کی تعلیم جاہل عربوں کو عاقل روشن دل ، روشن دماغ اور مقنن کیوں کر بنا گئی ؟ ایک ننھنے پیغمبر کا ولولۂ تبلیغ کس مپرس عربوں کو سپہ سالار اور بہادر بنا کر زور قوت کا خزانہ کیسے عطا کر گیا ۔ جو خدا کے نام سے بھی آشنا نہ تھے ۔ وہ ایسے شب زندہ دار ، عابد ، متقی اور طاعت گزار کیوں کر ہو گئے ؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انسانی کمالات اور صفاتِ حسنہ کا ایک کامل مجموعہ تھی اور یہ سب انہی کی جامعیت ، نیرنگیاں اور جلوہ آرائیاں تھیں ۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک آفتاب عالم تاب تھا جس سے اونچے پہاڑ ، رتیلے میدان ، بہتی نہریں ، سرسبز کھیت ، اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تابش اور نور حاصل کرتے تھے یا ابر باراں تھا جو پہاڑ ، جنگل ، میدان اور کھیت ریگستان اور باغ ہر جگہ برستا تھا ۔ ادھر ہر ٹکڑا اپنی اپنی استعداد کے مطابق سیراب ہو رہا تھا اور قسم قسم کے درخت اور رنگا رنگ پھول اور پتے جم رہے تھے اور اُگ رہے تھے ۔

بقیہ : اسلام ہمارا دین ہے

اسلامی تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ بڑے بڑے اسلام کے خدمت گاروں نے اتنا بڑا دعویٰ نہیں کیا ۔ وہ لوگ جن کی زندگی کا ایک ایک ثانیہ خدمت اسلام میں گذرا ۔ جنہوں نے اسلام کے لیے مصائب جھیلے مشقتیں برداشت کیں ۔ مخالفتوں اور اذیتوں کے طوفانوں سے ٹکراتے انہیں یہ کہنے کی جرات نہ ہوئی کہ ہم خدا کے حضور اپنی خدمات پیش کریں گے چہ جائیکہ ایک ایسا شخص اتنا بڑا دعویٰ کرے جو اسلام کی ابجد سے بھی ناواقف ہو ۔

بہرہ ذوقِ آگہی وائے رے پستی بشر
سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

کیا آپ نے اپنا ووٹ چیک کر لیا ہے

الیکشن کمیشن کے اعلان کے مطابق ووٹروں کی فہرستیں عوام کے معائنہ کے لیے رجسٹریشن آفیسروں کے دفتروں میں مہیا کر دی گئی ہیں جہاں ان فہرستوں کے معائنہ کے علاوہ پانچ پیسے فی صفحہ کے حساب سے یہ فہرستیں خریدی بھی جا سکتی ہیں ۔

آئندہ انتخابات میں وہی حضرات ووٹ دے سکیں گے جن کے نام ان فہرستوں میں شامل ہوں گے ۔ اور جن حضرات کے نام کسی وجہ سے ان فہرستوں میں درج نہیں ہو سکے وہ اپنے

اعتراضات ۱۴ دسمبر تک

رجسٹریشن افسروں کے دفاتر میں تحریری طور پر داخل کر سکتے ہیں ۔ ان اعتراضات کا فیصلہ ۲۱ دسمبر تک کرایا جائیگا ۔ اس لیے جمعیۃ علماء اسلام کے تمام ارکان خصوصاً ضلعی عہدیداروں اور کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ فوری طور پر فہرستوں کا معائنہ کر کے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے ووٹ چیک کریں اور رہ جانے والے ووٹوں کے سلسلہ میں ۱۴ دسمبر تک اپنے اعتراضات داخل کر دیں ۔ وقت بہت کم باقی رہ گیا ہے اس لیے اس کام میں سستی بالکل نہ کریں ۔ اور مصروفیات ترک کر کے ووٹوں کی چیکنگ کر لیں ۔ تاکہ کوئی جائز ووٹ درج ہونے سے رہ نہ جائے ۔

زاہد الراشدی

نوٹ :۔ عبد المتین چوہدری سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں

کمرہ نمبر ۱۳۱ ہاسٹل پنجاب یونیورسٹی
لا کالج لاہور

قسط نمبر ۲

ڈاکٹر فدا حسین

اسلامی نظام ہی کیوں؟

زمینداروں کے حصہ میں نہ آئے بلکہ وہ سب حکومتِ وقت کی ملکیت ہو جس کے انتظام سے وہ تمام خاندانوں میں ان کے حسب ضرورت بانٹ دی جائے۔ تمام ملک میں ایک شخص بھی بھوکا نہ رہے۔ اسی طرح تجارت اور صنعت بھی تمام تر حکومت ہی کے ہاتھوں میں ہو اور کسی شخص کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ وہ بطورِ خود ضرورت مند اور محتاج مزدوروں کو بہت قلیل اجرت پر اپنے کارخانے میں لگا لے اور ان سے دس دس اور بارہ بارہ گھنٹے روزانہ کام لے کر ان کی صحتیں برباد کرے۔

مختصر یہ کہ وہ ہر قوم اور ہر ملک میں ایسی حالت پیدا کر دینے کا خواہش مند ہے کہ ملک صحیح معنوں میں ایک بڑا مکان اور قوم ایک کنبہ بن جائے اور اس کنبہ کے کچھ آدمی روزی پیدا کرنے کے کام پر مامور ہوں کچھ کپڑا تیار کرنے پر، کچھ دیگر ضروریات مہیا کرنے پر اور کچھ اس کام پر مقرر ہوں کہ ان تمام چیزوں کو بحصۂ رسدی، پوری قوم پر حسنِ انتظام کے ساتھ تقسیم کر دیا کریں اور اس طرح امیری اور سرمایہ داری و مزدوری میں فرق و امتیاز کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے۔

خدائی نظام

یہ دیکھ لینے کے بعد کہ جمہوریت، ایالقشویزم کمیونزم، سوشلزم، کیپٹلزم اور اسی قسم کے خدا جانے اور کتنے ازم جو عالی ترین انسانی دماغوں کی پیداوار تھے، سب کے سب اس حالت کے پیدا کرنے میں ناکام رہ چکے اور رہیں گے جسے سچی اخوت اور مساوات کہا جا سکتا ہے۔ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم معاشرت اور تمدن کے ان اصولوں پر بھی ایک نظر ڈال

لیں جنہیں ہم تو اپنے عقیدے کے مطابق خدا کے تعلیم کیے ہوئے اصول سمجھتے ہیں، لیکن جنہیں وہ حکماء اور وہ فلاسفر کہ جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر چاہیں تو ایک انسان کے بناتے ہوئے اور بتاتے ہوئے اصول فرض کر لیں کہ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے عرب جیسی غیر مہذب اور وحشی قوم میں پیدا ہوا تھا اور جسے یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے نام لیوا نوّے کروڑ کی تعداد میں اطرافِ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔

کمیونزم ہو یا سوشلزم ان کا سب سے بڑا نقص اور ان کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان کی بنیاد باہمی محبت پر ہونے کے بجائے باہمی منافرت پر ہے۔ وہ ہمیں یہ تو تعلیم دیتے ہیں کہ امیر و غریب کی تفریق مٹا کر سب کو ایک سطح پر آجانا چاہیے اور یہ واقعہ بھی ہے کہ دنیا کو بہشت بنانے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ لیکن اس مقصد کے حصول کا جو ذریعہ انہوں نے رکھا ہے وہ یہ ہے کہ غریبوں اور مزدوروں کے دل میں امیروں اور سرمایہ داروں کی طرف سے نفرت قائم کر دی جائے۔ سرمایہ داری سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لیے وہ انہیں سرمایہ داروں سے متنفر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کافر تو مٹ جاتے ہیں مگر کفر نہیں مٹتا۔ حالانکہ مقصد بالذات تو کفر کی بیخ کنی تھی۔

اسلام کا مقصد

اسلام کا مقصدِ اولین بھی یہی ہے کہ وہ نسل رنگ اور دولت غرضیکہ ہر قسم کی تفریق کو مٹا کر کان الناس امۃ واحدۃ (تمام انسان ایک ہی کنبے ہیں) کا سبق سکھانا چاہتا

ہے، لیکن اس طرح نہیں کہ غریب امیروں سے متنفر اور امیر غریبوں سے خائف ہو جائیں۔ وہ سب سے پہلے تو ہر اس شخص کو جو اس کے اصولوں کا پیرو بنے اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہے کہ تمام انسان ایک ہی کنبہ اور ایک ہی برادری ہیں۔ گورے کو کالے پر، امیروں کو غریبوں پر اور اونچ ذات کو نیچ ذات پر کوئی برتری اور کوئی تفوق حاصل نہیں ہے، اور اس کے بعد وہ انہیں یہ سبق دیتا ہے کہ جتنے لوگ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسلامی کنبہ میں داخل ہونے کے بعد نہ کوئی امیر رہتا ہے نہ کوئی غریب، اور محمود ہو یا ایاز سب ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ غلاموں کے دل میں اپنے آقاؤں کی طرف سے غصہ اور نفرت کے جذبات پیدا کرے وہ آئندہ آزاد انسانوں کی خرید و فروخت سے تو اپنے پیروؤں کو منع کر دیتا ہے اور غلاموں کی موجودہ تعداد کو اس طرح کم کرتا ہے کہ غلاموں کے آزاد کرنے اور آزاد کرانے کو ایک بہت بڑی نیکی قرار دیتا ہے اور اس طرح وہ سرمایہ دار کہ جن کے قبضہ میں غلام ہیں خود اپنے شوق سے حصول ثواب کی کوشش میں اپنے ان بھائیوں کو آزاد کر دیتے ہیں کہ جنہیں اب تک غلام بنا رکھا تھا۔

اسلام صرف ایک اسی غلامی کو مٹانے کی کوشش نہیں کرتا جس میں ایک انسان دوسرے انسان کو تھوڑے سے روپوں کے بدلے میں خرید لیتا ہے، بلکہ دنیا سے ہر قسم کی محکومی اور غلامی کو فنا کرنے کا بیڑا اٹھاتا ہے اور ایسی کوئی صورت باقی رکھنا نہیں چاہتا جس میں ایک انسان دوسرے انسان کا حاکم

اور آقا بن کر بیٹھ جائے۔ وہ اپنے حلقہ بگوشوں سے صاف الفاظ میں کہ دیتا ہے کہ حکومت صرف اللہ کے لیے ہے اور اس کے بعد وہ ان مردوں کو کہ جنہوں نے اپنی طاقت اور اپنی دولت کے بل بوتے پر عورتوں کو غلام بنا رکھا ہے، مخاطب کرتا ہے اور بالکل کھلے ہوئے لفظوں میں انہیں بتا دیتا ہے کہ مرد عورت کی اور عورت مرد کی زینت ہیں گویا باہمی تعلقات میں دونوں کی حیثیت بالکل یکساں ہے اور ایک کو دوسرے پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مرد اور عورت کے تعلقات کی اصلاح کے لیے بھی وہ یہ غلط طریقہ اختیار نہیں کرتا کہ کمزور اور نادار عورتوں کو مردوں کے خلاف ابھار کر ان کے دل نفرت کے جذبات سے بھر دے۔

بنی نوع انسان کو اقتصادی یا مالی غلامی سے آزاد کرانے اور امیر و غریب کا فرق دنیا سے بالکل مٹا دینے کی کوشش بھی اسلام نے کی ہے، لیکن اس طرح نہیں کہ غریبوں کو امیروں کا جانی دشمن اور امیروں کو غریبوں سے متنفر بنا دیا جائے اور اس طرح جنگ اور خونریزی کا ایک دائمی اور مستقل سبب اہل دنیا کے لیے مہیا کر دیا جائے۔ وہ غریبوں سے یہ نہیں کہتا کہ دیکھو امیروں نے تمہیں تباہ و برباد کر دیا ہے۔ لہذا تمہیں چاہیے کہ تم اپنے آپ کو منظم اور طاقتور بنا کر ملک کی حکومت پر قبضہ کرو، اور سرمایہ داروں کی نسل کو تباہ کر دو۔ وہ خود امیروں ہی سے کہتا ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں گویا اپنے غریب اور ضرورت مند بھائیوں کی امداد و اعانت میں صرف نہیں کرتے وہ شدید اور دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ وہ جب اپنے پیروؤں کو نیک کاموں کی فہرست بتاتا ہے تو اس میں بھی جزو غالب محتاجوں اور غلاموں کی امداد ہی ہے اور اسی طرح نفرت و عداوت کی بجائے وہ امیروں کے دلوں میں غریبوں کی ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح تو زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ بعض امیر اور دولت مند لوگ اپنی دولت کا کچھ حصہ اپنے بعض غریب بھائیوں کی نذر کر دیا کریں اور بس یہ اعتراض بالکل صحیح ہے، لیکن اسلام کے اصول بنانے والا اس سے بہت زیادہ عقلمند اور دوراندیش ہے کہ اس قسم کے اعتراضات کی گنجائش چھوڑ دیتا۔ اس نے غریبوں کو امیروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا ہے اور نہ وہ اسے پسند کرتا ہے کہ لوگ گداگر اور لعنت خور بن جائیں۔ وہ گداگری کو تو بدترین لعنت تصور کرتا ہے اور اپنے پیروؤں کو سوال کرنے سے نہایت سختی کے ساتھ منع کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کو ایک ایسے نظام کا پابند بنا دیتا ہے کہ جس کی بدولت ایک طرف تو سرمایہ داری کا مکروہ اور ناپاک وجود ہی نہیں رہتا اور دوسری طرف جس وقت تک آمدنی کی عدم مساوات اور غریب و امیر کی تفریق موجود ہے اس وقت تک امراء کی دولت کا بہت کافی حصہ غریبوں کے کام آتا رہے اور اس طرح موجودہ جمع شدہ سرمایہ منتشر ہو سکے۔ وہ ہر اس شخص کو کہ جس کے پاس کھا پی کر سال بھر میں ایک مقررہ رقم بچ رہتی ہو یہ حکم دیتا ہے کہ اس کا ایک مختصر حصہ قومی خزانے میں جمع کر دے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی شخص نے پانچ سال کی محنت کے بعد ایک ہزار روپے پس انداز کر لیے ہیں تو جب تک اس کے پاس یہ ایک ہزار موجود ہیں وہ ہر سال پچیس روپے قومی خزانے میں جمع کرتا رہے گا۔ اس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہے کہ قوم کے ان افراد کی امداد کے لیے جو معذور الخدمت ہیں قومی حکومت کے پاس ایک بہت ہی بڑا سرمایہ موجود رہتا ہے اور دوسری طرف یہ نفع بھی متصور ہے کہ جس شخص کی جیب سے ہر سال یہ پچیس روپے نکلتے رہتے تو چند سال میں پوری کی پوری رقم ہی دریا برد اور گاؤ خورد ہو جائے گی وہ برابر اس میں اپنی محنت سے اتنا اضافہ کرتا رہے گا کہ کم از کم ہزار تو پورے بنے رہیں۔

سرمایہ کے اس طرح منتشر اور منقسم کرنے کا یہ انتظام بھی اسلام کی نگاہ میں کافی نہیں ہے۔ وہ ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے اور اس ذریعہ کو بھی بالکل فنا کر دیتا ہے کہ جس کی بدولت محنت کے بغیر گھروں میں دولت کے انبار لگ جاتے ہیں اور ہزار ہا غریبوں کی جیبوں سے ان کی گاڑھی محنت کی کمائی کا روپیہ نکل نکل کر نکمے اور مفت خوروں کے خزانے میں جمع ہوتا رہتا ہے۔

اقتصادی نظام کی ابتدا

اس مسئلہ کے سمجھنے کے لیے ہمیں انسان کے ابتدائی زمانے کی تاریخ پر نظر ڈالنی پڑے گی تاکہ صحیح طریقہ پر معلوم ہو سکے کہ جس ذریعے سے چاروں طرف سے دولت سمٹ سمٹ کر چار یا دس گھروں میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ اس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ ابتدائی زمانہ میں جب کہ انسان نے بستیاں بنا بنا کر رہنا سیکھ لیا اور زمین سے غلہ پیدا کرنے کے علاوہ اور بھی بعض کام مثلاً کپڑا بننا، جوتے بنانا مٹی کے برتن اور ٹوکریاں بننا ایجاد ہو گئے تو قدرتی طور پر خود بخود یہ رسم پڑ گئی کہ بعض لوگ غلہ پیدا کریں اور بعض مختلف پیشے اختیار کر لیں اور ہر شخص آپس میں اپنی ضرورت کے مطابق اپنی محنت کی پیداوار کا دوسروں کی پیداوار سے تبادلہ کر لیا کرے۔ محنت کی پیداوار کے تبادلہ میں چونکہ بہت سی دقتیں واقع ہوتی تھیں اس لیے یہ طریقہ ایجاد کیا گیا کہ تانبے یا چاندی کے ہموزن ٹکڑوں کی ایک خاص قیمت مقرر کر لی جاتی اور ان کے بدلے میں اتنی قیمت کی چیز ہر وقت خریدی اور بیچی جا سکے۔ اس زمانے سے پہلے پھل ترکاری، غلہ، گوشت، انڈے اور دودھ وغیرہ سب ایسی چیزیں تھیں کہ جنہیں عرصہ تک اچھی حالت میں رکھنا ناممکن تھا۔ اس لیے یہ چیزیں اگر کسی کو کبھی ضرورت سے زائد اور بافراط بھی مہیا ہو جاتی تھیں تو وہ انہیں خزانے میں بھر کر نہ رکھ سکتا تھا۔ اب سکوں کی ایجاد نے یہ صورتحال ممکن بنا دی کہ جس شخص کے پاس کسی اتفاق کی وجہ سے ضرورت سے زائد سامانِ خوراک آ گیا ہو وہ اسے چند سکوں کے بدلے میں کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دے جسے اتفاق سے اس روز کھانا میسر نہیں آیا ہے۔ اس کے بعد اب اس رسم کی ابتدا ہوئی کہ ایک شخص جسکے پاس ضرورت سے زیادہ سامانِ خوراک موجود ہے وہ ایسے

(باقی آئندہ)

اخبارات کے آئینہ میں

عاشق علی خاں

پاکستان میں مساوات اور سوشلزم کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا۔

"حنیف رامے ۲۵ نومبر نوائے وقت"

خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ رکھنے والے کبھی انقلاب نہیں لا سکتے۔ روس اور چین کے طریقے اختیار کرنا پاکستان میں سودمند نہیں ہوگا

حنیف رامے نوائے وقت ۲۸ نومبر

اگر ہم غدار ہیں تو ہم پر مقدمہ کیوں نہیں چلایا جاتا مہنگائی حکومت کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔

مولانا مفتی محمود نوائے وقت ۲۵ نومبر

عوام کے مصائب ختم نہ ہوں تو پیپلز پارٹی کو برسراقتدار رہنے کا حق نہیں۔

حنیف رامے۔ نوائے وقت ۲۵ نومبر

قادیانی مسئلہ کا حل عوام کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ مولانا عبدالحکیم نے مجھ پر محض الزام تراشی کی ہے یہ لوگ اسلام کی خدمت کی بجائے اسلام کی تعلیمات کو مسخ کر رہے ہے۔

مولانا غلام اللہ خاں۔ نوائے وقت ۲۶ نومبر

عوام نظامِ مصطفیٰؐ کے لیے میدان میں نکل آئیں۔ آئندہ انتخابات سپریم کورٹ کے جج کی نگرانی میں ہونے چاہئیں۔

مفتی محمود۔ نوائے وقت ۲۶ نومبر

مولانا مفتی محمود نے کہا کہ حنیف رامے نے اپوزیشن کو ابوجہل کہا ہے۔ ابوجہل تو مکہ میں حکمرانی کرتا رہا۔ اور اسلام کے خلاف مصروفِ عمل رہا جبکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی خاطر حزبِ اختلاف کا کردار ادا کر رہے تھے۔ یہ فیصلہ عوام کریں کہ اپوزیشن رہنما ابوجہل کا کردار ادا کر رہے ہیں یا رامے صاحب ابوجہل کے جانشین ہیں۔

نوائے وقت ۲۶ نومبر

پیپلز پارٹی میں مخلص اور بے داغ کارکن شامل کیے جائیں۔ لاہور کے عہدیداروں کا مطالبہ۔

امروز ۲۶ نومبر

ملک کی معاشی صورتِ حال حکومت کی غیر متوازی پالیسی کی وجہ سے انتہائی خراب ہو چکی ہے۔ جبکہ حکمرانوں کے دوروں پر بے دریغ قومی سرمایہ صرف کیا گیا ہے

مفتی محمود۔ ۲۷ نومبر نوائے وقت

اسقاطِ حمل قتلِ عمد کے مترادف ہے۔ پوپ پال ششم کا فتویٰ

نوائے وقت۔ ۲۷ نومبر

علماء کی توہین برداشت نہیں کی جائے گی۔

جمعیتہ طلباء اسلام لودھراں۔ نوائے وقت ۲۸ نومبر

اپوزیشن کے راہنماؤں کی آواز عوام تک پہنچانے کے راستے مسدود کر دیے گئے ہیں۔ وزیراعظم بھٹو کو عوام کی حمایت حاصل نہیں رہی۔

مولانا مفتی محمود۔ نوائے وقت ۲۹ نومبر

عوام پیپلز پارٹی سے نفرت کرنے لگے ہیں۔

صوبائی وزیر مواصلات صادق ملہی نوائے وقت ۲۹ نومبر

مفاد پرستوں نے پیپلز پارٹی کی تحریک انقلاب کو عملی جامہ پہنچانے نہیں دیا۔

سرفراز جوڑا۔ ایم۔ پی۔ اے امروز ۲۹ نومبر۔

پنجاب اسمبلی کے رکن منظور موہل اور پانچ سو بنیادی ارکان پیپلز پارٹی سے مستعفی ہو گئے۔ وعدوں سے منحرف ہونے کا الزام۔

نوائے وقت۔ ۳۰ نومبر

وزیراعظم بھٹو کے جلسہ عام پر بلدیہ اوکاڑہ اور دیگر تجارتی اداروں نے تقریباً چار لاکھ روپے خرچ کیے۔

نوائے وقت۔ ۳۰ نومبر

وزیراعظم بھٹو کے لیے خصوصی کرسی پر رعایتی قیمت پر ایک ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ یہ کرسی مخمل کی ہے۔

ساہیوال۔ نوائے وقت ۳۰ نومبر

نظامِ اسلام کے نفاذ کے لیے باقاعدہ تحریک چلائی جائے گی۔ ملک میں غیر اسلامی نظام رائج نہیں ہونے دیا جائیگا۔

جمعیتہ طلباء اسلام میاں چنوں۔ نوائے وقت ۳۰ نومبر

حکومت اپنے نامزد کردہ (وزیر اعلیٰ) کو آداب و اخلاق سکھانے کی پابند نہیں ہے۔

حبیب اللہ خاں چیئرمین سینیٹ۔ نوائے وقت ۳۰ نومبر

ٹھیکیدار حضرات اپنے لیے ضابطہ اخلاق بنا کر اس کی پوری طرح پابندی کریں۔

وزیر قانون صوبہ پنجاب۔ نوائے وقت ۳۰ نومبر

وزیر اعلیٰ بلوچستان میر غلام قادر خان نے گوادر میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا، کہ بلوچستان کا ہر شخص نظریہ پاکستان کا وفادار ہے۔

امروز ۷ اکتوبر

اسلام میں اسوقت تک حکومت کی مخالفت جائز نہیں۔ جب تک حاکم کافر نہ ہو جائے۔

مولانا ہزاروی۔ امروز ۱۳ نومبر

ہزاروی گروپ بھٹو کی حمایت کرتا رہے گا۔ ذوالفقار علی بھٹو صحیح معنوں میں پاکستان کو اسلامی مملکت بنانا چاہتے ہیں۔

مولانا ہزاروی۔ امروز ۲۳ نومبر

میونسپل کمیٹی جہلم نے اقبال لائبریری نام ڈسٹرکٹ پیپلز لائبریری" رکھ کر اقبال ڈے منایا۔

امروز۔ ۱۳ نومبر

خاکوانی جیسے آدمی کو وزیر بنایا گیا تو پیپلز پارٹی کا دفاع خاک میں مل جائیگا۔

کھر۔ نوائے وقت

ایم۔ کے خاکوانی کو پنجاب کابینہ میں شامل کر لیا گیا۔ نوائے وقت

بین الاقوامی سیاسی حالات

مشرق و مغرب کی سیاست

مُرسلہ: احمد حسین کمال

اسرائیلی حکومت کی فوجی مہم پسندی

حال ہی میں تل ابیب میں اسرائیلی پارلیمنٹ (کنیسٹ) کا ایک اجلاس ہوا تھا۔ جس میں وزیر اعظم مسٹر اسحٰق رابین نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد پہلی بڑی تقریر کی۔ مقامی مبصرین کا کہنا ہے کہ اس میں فوجی مہم جوئی اور دھمکیوں کا سا انداز تھا۔ انہوں نے رباط کی عرب سربراہ کانفرنس کے فیصلوں پر سخت حملے کئے۔

اجلاس نے فلسطینی تنظیم آزادی (PLO) کو تسلیم نہ کرنے کا فیصلہ بھی کیا اور اس سے کسی قسم کا رابطہ پیدا نہ کرنے کا عزم برقرار رکھا۔ اس طرح اسرائیلی حکومت نے ایک بار پھر ان فیصلوں سے ثابت کر دیا کہ اسرائیل مشرق وسطیٰ کے تنازعے کا منصفانہ حل نہیں چاہتا اسرائیل نے اپنی افواج کو پھر سے جدید ترین اسلحہ سے لیس کرنے کی ٹھان لی ہے اس اجلاس کے دوران اسرائیل نے ایک بار پھر جنوبی لبنان کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا۔ اسرائیل کے وزیر اطلاعات شرون یارف نے بھی بڑے دھمکی کے انداز میں اعلان کیا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں ایک اور جنگ چھڑنے کا امکان ہے۔

ان تمام کارروائیوں اور دھمکیوں نے ایک بار پھر مشرق وسطیٰ کو خطرناک کشیدگی اور تصادم سے قریب تر کر دیا ہے۔ اگرچہ فلسطینی تنظیم آزادی (PLO) کو فلسطینی عوام کی واحد نمائندہ قرار دیا جا چکا ہے اور مسئلہ فلسطین پر جنرل اسمبلی میں پہلی بار خصوصی بحث ہوئی ہے جس میں (PLO) کے قائد یاسر عرفات تقریر کر چکے ہیں۔ اسرائیلی حکومت صورت حال کو پھر سے خراب کرنے اور رباط کانفرنس کے فیصلوں کو بے اثر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ جن سے مشرق وسطیٰ کے بحران میں مزید پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے۔

اسرائیلی حکمران ٹولے کی ہٹ دھرمی اور مہم جویانہ پالیسی کے نتیجہ میں اندرون ملک اقتصادی مشکلات اور خارجی طور سے الگ تھلگ رہ جانے کے خطرات بڑھ رہے ہیں۔ ۹ نومبر کو اسرائیل پہلے ہی اقتصادی دباؤ کے تحت اپنے پونڈ کی مالیت میں ۳۴ فیصدی کی کمی کر چکا ہے۔ قیام اسرائیل کے بعد اس کے پونڈ کی قیمت میں یہ چھٹی بار کمی کی گئی ہے۔ اس سے اس کے گہرے اور شدید مالی اور معاشی بحران کا پتہ چلتا ہے اسرائیلی حکام فوجی اخراجات کا بوجھ جس قدر اپنے عوام پر بڑھاتے جا رہے ہیں اسی قدر عوام اس کوشش کی مزاحمت کر رہے ہیں۔

اٹلی اور ناٹو

ناٹو سے یونان کی فوجی علیحدگی نے اوقیانوس کے علاقے کے مغربی ماہرین کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ بحیرہ روم کے علاقے میں نئے اڈوں اور حصاروں کی تلاش میں دوسرے ملکوں پر نظر ڈالیں۔ چونکہ بحیرہ روم میں یونان سے قریب ترین جگہ اٹلی ہے اسی لیے اب ناٹو کے کرتا دھرتا یونان کے بعد اس پر نظر ڈال رہے ہیں۔ چونکہ اٹلی کے عوام نے امریکی اڈوں کے مجوزہ قیام اور منتقلی پر شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے اس لئے اطالوی اخبارات نے بھی اس پر تبصرے کیے ہیں۔ اسی قسم کے احتجاج اور برہمی کے پیچھے جو جذبات کار فرما ہیں۔ وہ اس حقیقت کی بنیاد پر ہیں کہ امریکی محکمہ دفاع ناٹو کے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے بڑے منظم طریقے سے کام کرتا ہے۔ خود فرانس کے آنجہانی صدر چارلس ڈیگال اپنے دور میں ناٹو کی فوجی تنظیم کو محکومی سے تعبیر کرتے تھے۔ فرانس کی اسی فکر کے مطابق یونان نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا اور ناٹو سے فوجی علیحدگی اختیار کر لی۔ بتدریج اطالوی عوام کے باشعور حلقوں میں بھی یہ احساس بڑھ رہا ہے۔ امریکی اڈوں کی یونان سے اٹلی منتقلی کا سوال اٹلی کی محکومی اور ماتحتی کا سوال ہے اٹلی کے عامی حلقوں کی فکر میں اس تبدیلی کو اوقیانوس کے امریکی پالیسی ساز پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ ان کی سہولت اور فائدے میں نہیں۔

اس سلسلے میں ممتاز اطالوی اخبارات کی آراء اطالوی عوام کی برہمی کی عکاسی کرتی ہیں۔ اخبار "لاالیسپیرو" کے مطابق اگر یونان امریکی اڈوں کو پسند نہیں کرتا تو اطالوی عوام بھی اسی طرح انہیں پسند نہیں کرتے۔ اپنے خصوصی مضمون میں اخبار نے اٹلی میں ناٹو کے نئے امریکی فوجی اڈوں کے قیام کے امکانات کا تجزیہ کیا ہے۔ اس مضمون کا مصنف کہتا ہے کہ "اطالوی عوام نے ہمیشہ اپنی سرزمین پر ناٹو کے اڈوں کے قیام کی مخالفت کی ہے۔" ناٹو کے حامی حلقے اس سلسلے میں اطالوی خارجہ پالیسی میں مراعات اور ترقی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ اٹلی کے لیے زیادہ امریکی امداد کی توقعات دلاتے ہیں اور اسے ملک میں معاشی بحران کے حل کا ذریعہ بتاتے ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ معاہدہ اوقیانوس کا فوجی بلاک مغربی یورپی ملکوں کے عوام کے لیے سخت خطرات کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اٹلی کی رائے عامہ ناٹو کی سرگرمیوں پر گہری تشویش محسوس کرتی ہے۔

انگولا کے عوام کیخلاف سازش

پرتگال کی مقبوضہ افریقی نوآبادی انگولا میں دائیں

بازو کے نو آباد کار حلقوں نے ملک کے دارالحکومت لوانڈا کو انتشار اور خاک و خون میں لپیٹ دیا ہے۔ اسی اثنا میں وہاں کی عوامی تحریک آزادی انگولا (MPLA) کا ایک وفد پرتگیز حکام سے مذاکرات کے لیے گیا ہے۔ چھ ماہ قبل جب پرتگال کے فسطائی ٹولے کا تختہ الٹ دیا گیا تھا تو نئی حکومت نے ان تمام افریقی نو آبادیوں کو آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ بہر حال جب گنی بساؤ کو اقوام متحدہ کا کارکن بنا لیا گیا ہے۔ دائیں بازو کے یہ نو آباد کار حلقے انگولا کی آزادی کی راہ روکنا یا کم سے کم اس میں تاخیر چاہتے ہیں۔ اس لیے یہ ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ وہاں ایک رجعت پسند نئی قسم کی نو آباد کار حکومت کو اقتدار پر قبضہ دلانے کی سکیم تیار کی گئی ہے۔ تاکہ رہوڈیشیا کی طرح سے وہاں غاصبانہ انداز میں آزادی کا اعلان کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ انگولا کے حریت پسند عوام اس قسم کی کسی کوشش کی حمایت نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ حقیقی آزادی کے طلب گار ہیں جو انہیں سامراج سے نجات دلا دے۔

جاپان کی تجارتی پالیسی

جاپان کے وزیر خارجہ مٹی کامورا نے گھانا، نائیجیریا، زائرے، تنزانیہ اور مصر کا دس روزہ دورہ کیا ہے۔ یہ کسی جاپانی وزیر خارجہ کا پہلا افریقی دورہ تھا۔ جاپانی مبصرین کا خیال ہے کہ جاپان افریقی عوام سے اپنے تجارتی تعلقات زیادہ مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ اسے اپنی صنعتوں کے لیئے خام مال مل سکے گا۔ ان مبصرین کا خیال ہے کہ جاپانی حکومت اور تاجر حلقے افریقی ایجادی کی تنظیم (OAU) کے حالیہ سربراہ اجلاس کے فیصلوں سے کافی پریشان نظر آتے ہیں۔ اس اجلاس میں جاپان اور نسل پرست جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا کے درمیان اقتصادی تعلقات پر برہمی ظاہر کی گئی تھی۔ اس دورے میں مسٹر کامورا ان افریقی ریاستوں کے سیاستدانوں اور لیڈروں کو ایسی کوئی یقین دہانی نہیں کرا سکے کہ جاپان ان ملکوں سے اقوام متحدہ کے عائد کردہ تجارتی پابندی کے فیصلے پر عمل کرے گا۔

قاہرہ کے اپنے دورہ میں جاپانی وزیر خارجہ نے زیادہ تر اسرائیلی جارحیت کے خلاف عربوں کی جدوجہد میں جاپان کے "ہمدردانہ رویہ" پر روشنی ڈالی۔ یہ حقیقت بہت اہم ہے کہ عرب ملک جاپان کی ضروریات کا چالیس فیصدی سے زائد تیل فراہم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جاپان کے وزیر خارجہ نے اپنے اس دورہ قاہرہ میں عرب ملکوں کو جاپان کی حمایت کا یقین دلایا ہے۔ ان مذاکرات سے جاپان اور افریقی ملکوں کے تعلقات کی دو رخی پالیسی سامنے آتی ہے۔ ایک رخ عربوں کی حمایت کر کے تیل حاصل کرنے کا اور دوسرا جاپانی سرمایہ کی حفاظت اور ترقی کے لیئے افریقہ دشمن نسل پرست حکومتوں سے تعلقات کا۔

بقیہ اداریہ

بیرون ملک بھیج دیا جائے گا، لیکن سکندر مرزا کو کب علم تھا کہ چند دنوں میں ہی لوہے کے جہاز میں سوار ہو کر کس مپرسی کے عالم میں ملک سے نکلنا پڑے گا۔

قہقہے سنگِ ملامت کی طرح سے برسے
ہم تری بزم سے نکلے بڑے اعزاز کے ساتھ

علماء منبر و محراب کی زینت بنے رہے اور مرزا صاحب لندن کے ہوٹل میں۔ حتیٰ کہ موت کے بعد بھی سرزمین پاکستان نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر ایران میں دفن ہوئے۔

آخر گل اپنی صرف درمیکدہ ہوئی
پہونچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کا علماء کی داڑھیوں کو ہدف تنقید بنانا شعائر اسلام کی توہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنت سے مذاق کے مترادف ہے۔ کیا یہ ملک اسی لیے بنا تھا کہ اس میں سنت نبویؐ کے ساتھ استخفاف کیا جائے۔

آخر میں ہم ان علماء کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو بھٹو صاحب کے عشق میں اس حد تک آگے نکل گئے ہیں کہ عوامی حکومت پر جائز تنقید بھی ان کے آبگینہ حساس کو سراشتہ کر دیتی ہے۔ کیا اب بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ آخر وہ کب بیدار ہوں گے یا ان کی دینی غیرت بالکل مردہ ہو چکی ہے؟

کاش اس قسم کے حکمران اور مولوی اپنے پیشروؤں کے عبرت ناک انجام سے چشم بصیرت وا ہوتے۔

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

کھلی کچہری

بلوچستان کے سلسلے میں حکومت مسلسل یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ صوبہ میں بالکل امن و امان ہے۔ ہر شخص شاداں و فرحاں ہے کہ اب کسی فرد کو عوامی حکومت سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں۔ ان تمام لن ترانیوں کے جواب میں مولانا مفتی محمود صاحب نے بھٹو صاحب کو کہا ہے کہ:

"اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ بلوچستان میں کھلی کچہری لگائیں۔ میں بلوچستانی عوام پر حکومت کے ظلم و تشدد، بہیمیت اور بربریت کے ثبوت میں ایک ہزار گواہ پیش کروں گا۔ اگر میں گواہ پیش نہ کر سکوں تو سیاست سے دست کش ہو جاؤں گا ورنہ بھٹو صاحب کو اسلام آباد جانے کی بجائے لاڑکانہ

تا دم تحریر بھٹو صاحب یا عوامی حکومت کے کسی فرد نے مفتی صاحب کا چیلنج قبول کرنے کی جسارت نہیں کی۔ اب ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ عوامی حکومت کا، بلوچستان میں سب ٹھیک ہے کا نعرہ دغو غا غلط اور قطعاً غلط اور مفتی صاحب کا چیلنج مبنی بر صداقت

تاثرات

پیغامات

احساسات

برادر مکرم ! قادری صاحب !

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ نئے رنگ و روپ میں آج ہی ترجمانِ اسلام مل کر قلب کے سرور اور آنکھوں کے نور کا باعث ہوا۔

بلا ریب جمعیۃ علمائے اسلام پاکستان میں علماء دیوبند کے علم و تقوی جہاد و مجاہدہ کی بلاشرکتِ غیر وارث ہے۔ سلطان جابر کے سامنے حق کا نعرہ لگانا اور ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اسکا شعار رہا ہے ۔ آج اس ملت میں حق کی چمک اگر کہیں ہے تو جمعیۃ کے خرقہ پوش مجاہدوں کی وجہ سے ہے ۔ لسانی جہاد میں تو اس کی مثال پہلے تھی نہ اب ہے ۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اس دور میں قلمی جہاد وقت کی اہم ضرورت ہے ۔

ترجمان اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خبر سنی ، دل کو سکون آیا ۔ اور شدت سے انتظار رہا ۔ الحمدللہ آج اسکو حسنِ ظاہری و باطنی سے مالا مال پاکر اطمینان کا سانس لیا ۔ دُعا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے معاونین کو صحت اور سلامتی سے رکھے موانع زائل فرمائے ۔ اسلام کی جمعیۃ علماء اسلام کو صحیح ترجمانی کی توفیق دے ۔ میں اپنے مدرسہ کے طلباء پر ترجمان کا پرچہ لازم کر رہا ہوں ۔ کیا ہی اچھا ہو کہ تمام مدارس عربیہ میں طلباء کو اس کے مطالعہ کی عادت ڈالی جائے تاکہ جماعتی پالیسی سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ملکی مسائل سے علے وجہ البصیرت واقفیت حاصل ہوتی رہے ۔ میں اپنے تمام رفقاء کو پرزور مشورہ دیتا ہوں کہ ترجمان خود پڑھیں اپنے دوستوں کو پڑھائیں ۔ (مولانا) عبد المجید کہروڑ پکا ۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب !

سلام مسنون ۔ ترجمان اسلام " نئے نویلے روپ کے بعد نظر سے گزرا ۔ مفتی صاحب کا اداریہ اور آپ کا مضمون " جمہوریت ہماری سیاست ہے " ٹھوس اور پر مغز تھے ۔ حضرت احسان دانش کی نعت کا کیا کہنا ، وہ تو استاد ہیں ۔ ٹائٹیل پر حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کی تحریر یا تقریر کا ٹکڑا سیاق و سباق کے بغیر مبہم سا معلوم ہوتا ہے ۔ آئندہ تحریر و تقریر کے ایسے اقتباسات نقل فرمایئے گا کہ مفہوم سابقے اور لاحقے سے بے نیاز ہو کر بہ آسانی سمجھ میں آجائے ــــــ صفحہ نمبر ۶ پر " دھماکے ہی دھماکے " کا اختتامی شعر کا پہلا مصرعہ غلط ہے ۔ حیرت ہوتی ہے کہ آپ جیسے ژرف نگاہ ایڈیٹر سے اس نوع کی چیزیں کیسے نکل جاتی ہیں ۔ مجھ سے زیادہ بلکہ کہیں زیادہ آپ باخبر ہیں ۔ کہ غلط مصرعے اہل ذوق کی نظر سے پتھر بن کر ٹکراتے ہیں ۔ صحیح مصرعہ یوں ہے ۔

ع " گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے "

جناب سید مطلوب علی زیدی کو آپ نے مجلس ادارت میں شامل کر کے دور اندیشی کا ثبوت مہیا کیا ہے ۔ ان کی تعریف کیا کروں کہ الفاظ بجائے خود عاجز ہیں ۔ جناب عمیر الہاشمی بھی لائقِ صد تحسین ہیں کہ انہوں نے اپنی کبر سنی کے باوجود مجلسِ ادارت میں شمولیت کا بوجھ اپنے نحیف و نزار کاندھوں پر اٹھایا ۔

اخیر میں دعا گو ہوں کہ آپ اس ٹیم کے ہمراہ خوب تر کی منزل کی جانب رواں دواں رہیں ۔

شعیب الرحمٰن — خانیوال

محترمی جناب

سلام مسنون ۔ اس دفعہ ترجمان اسلام نے ترجمانی کا حق ادا کر دیا ۔ مبارک ہو ۔ خدا تعالی اس وحدہٗ لاشریک ترجمان اسلام کو دن دو گنی اور رات چوگنی ترقی دے ۔ طلباء اسلام کے صفحے کے لیۓ نظم ارسال کر رہا ہوں ۔ قریبی اشاعت میں جگہ دے کر مطلع کریں ۔

سید سلمان گیلانی شیخوپورہ

محترم اکرام القادری صاحب

السلام علیکم ۔ ورحمۃ اللہ

الحمدللہ کہ رسالہ ترجمان اسلام اپنی نئی آب و تاب کے ساتھ منظر عام پر آیا ۔ دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو گیا ۔ مجموعی مضامین بہت اچھے اور وقتی تقاضے کے مطابق ہیں حقیقت یہ ہے کہ رسالہ کا نقشہ و رنگ ہی تبدیل ہو گیا ہے ۔ حیرانی ہوئی کہ کیا یہ وہی ترجمان ہے ، جمعیۃ کا ترجمان ۔ بہر حال اگر اس طرح معیاری اور پر مغز مضامین شائع ہوتے رہے تو یہ رسالہ بہت جلد ترقی کی منزلیں طے کر لے گا ۔

دعا گو ۔ نذیر احمد جامع مسجد غوثیہ کندیاں ۔ ضلع میانوالی ۔

جناب ایڈیٹر صاحب ترجمان اسلام لاہور

سلام مسنون ۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلاتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے جو کتابیں کالجوں اور سکولوں کے لیۓ چھاپی گئیں ان میں سے بعض میں ایسا مواد شائع ہوا ہے جو کہ اسلامی قدروں کے منافی ہے اور مسلمانوں ، خاص طور پر نوجوان نسل کے ذہنوں کو خراب کر رہا ہے اور مذہب

سے بے گانگی کا موجب ہے۔ اس کی ایک زندہ و جاوید مثال ہمارے سامنے ہے۔

کالج کے سالِ اول اور سال دوم کے طلباء کے لئے اردو کا نیا کورس 'مرقع ادب' کے نام سے سلیبس میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ایک نادر ان عالم جعفر شاہ پھلواری کا ایک مضمون "حضرت ابوذر غفاری کا پیغام" کے نام سے شامل کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ جعفر شاہ پھلواری ایک ایسا عالم ہے جو کہ موسیقی اور جاندار کے فوٹو کو اسلام میں جائز قرار دیتا ہے۔ انکم ٹیکس کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ زکوٰۃ کا بدل ہو سکتا ہے متعلقہ کتاب میں شامل جعفر شاہ پھلواری نے اپنے مضمون میں تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف دبے دبے الفاظ میں الزام تراشیاں کی ہیں۔ جو کہ مسلمانوں میں تفرقے کا باعث بن سکتی ہیں۔

(مرقع ادب، صفحہ نمبر ۷۔ اس سے چند فقرات درج ذیل ہیں۔

ابوذرؓ کی سچی زبان سے یہ سچا پیغام نکلتے ہی بے مایہ انسانوں کا ہجوم ان کے گرد جمع ہونے لگا۔ اور سرمایہ داروں کا ماتھا ٹھنک گیا۔ مناظرے ہوئے، مباحثے ہوئے گفتگوئیں ہوئیں، لالچ دیا گیا۔ آزمائشوں میں ڈالا گیا۔ سب کچھ ہوا، مگر ابوذرؓ کو اپنے مقام سے ایک انچ بھی کوئی نہ ہٹا سکا۔

مندرجہ بالا عبارت میں سرمایہ داروں کا ماتھا ٹھنک جانے والی جو بات ہے جعفر شاہ کے خیال میں سرمایہ داروں سے مراد کون کون لوگ ہیں۔ ظاہر ہے ان میں حضرت عثمان غنی کا نام بھی یقیناً شامل ہے۔ کیوں وہ ذاتی طور پر امیر تھے اور وقت کے خلیفہ بھی کیا یہ حضرت عثمان غنیؓ کے اعلیٰ کریکٹر پر الزام تراشی نہیں کی گئی

محمد قاسم

گورنمنٹ کالج جھنگ،

رکن جمعیۃ طلباء اسلام جھنگ

بقیہ شہر شہر سے

۲۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کے متعلق پارلیمنٹ کے فیصلہ پر فوری عمل درآمد کرایا جائے۔ اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے فوراً برطرف کر کے ربوہ کو مکمل طور پر کھلا شہر قرار دیا جائے۔ نیز قادیانیوں کی طرف سے ہونے والی سالانہ تبلیغی کانفرنس جو کہ ربوہ میں ہو رہی ہے۔ فوراً منسوخ کیا جائے کیونکہ ملک کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہر قسم کی تبلیغ ممنوع ہے۔

۴۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر سے دفعہ نمبر ۱۴۴ فوراً ختم کر کے جمہوری عمل کو بحال کرے اور حزب اختلاف کے رہنماؤں کو بھی عوام کے سامنے اظہار خیال کا حق دیا جائے۔ کیوں ہر پاکستانی کا بنیادی حق ہے۔

قرار دادِ مذمت

جھنگ۔ مسٹر حنیف رامے کی تقریر جس میں انہوں نے اپوزیشن رہنما کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کی مذمت کی گئی ہے۔

شہر کی تمام مساجد کے خطباء نے اپنی تقریروں میں عموماً اور مفتی عبدالحلیم صاحب نے خصوصاً کہا کہ مولانا مفتی محمود اور دوسرے لیڈروں کی شان میں گستاخی کر کے رامے صاحب نے اپنا وقار ختم کر لیا ہے اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے بھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ اپوزیشن رہنماؤں کا وقار پہلے سے زیادہ ہو گا۔

بقیہ بلوچستان

دو شکار کرنے کے مترادف ہے۔ ان کے اس عمل سے جمعیۃ اور نیپ سے سرگرم کارکنوں کو گرفتار کر کے دھن دھونس اور دھمکی کے ذریعے حکومت کا ہمنوا بنایا جاتا ہے بصورت دیگر پس دیوار زنداں۔ تاکہ دیگر صوبوں کو جمعیۃ اور نیپ کے کارکنوں کے شر پسند اور علیحدگی پسند ہونے کا تاثر دے کر اپنی غیر آئینی حکومت کے لئے جواز مہیا کیا جائے۔ یہ ہیں وہ مختصر حالات جو بلوچستان میں پہلے بھی تھے اب بھی ہیں۔ اور اس وقت تک رہیں گے جب تک صوبے کے منتخب نمائندوں کو حکومت نہیں سونپ دی جاتی۔

بقیہ اتحاد امت

کے لئے کوشش۔ علماء اسلامی نظام کی بات کرتے ہیں۔ تو ان کے خلاف زبان طعن دراز کی جاتی ہے۔ ایک سازش کے تحت علماء کے خلاف باقاعدہ تحریک چلائی جا رہی ہے۔ نئی نسل کو علماء سے بدظن کیا جا رہا ہے۔

میں جمعیۃ طلباء اسلام کے نوجوانوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے تحریک ختم نبوت میں بے مثال قربانیاں دیں۔ میں علماء کو بھی آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔

بزدل مت بنو کوئی کچھ کہے آپ کام کریں۔ مومن بزدل نہیں ہوتا جب تک فنائیت نہیں ہو گی کام نہیں ہو گا۔ کام چاہتے ہو تو بہرے ہو جاؤ۔ مصائب آئیں گے تکلیفیں ہوں گی۔ برداشت کرنا پڑے گا۔

اشتہارات کے نرخ

اشتہارات کے نرخ حسب ذیل ہوں گے

آخری صفحہ مکمل	۳۰۰/- روپے
آخری صفحہ نصف	۱۵۰/- روپے
آخری صفحہ فی کالم انچ	۱۰/- روپے
اندرونی صفحہ	۲۰۰/- روپے
اندرونی صفحہ نصف	۱۰۰/- روپے
اندرونی صفحہ فی کالم انچ	۶/- روپے

نوٹ: اشتہار کی رقم پیشگی آنا ضروری ہے

شہر شہر سے

رپورٹ: زاہد الراشدی

ہم مسٹر بھٹو کو مبارک باد دیں گے

وہ قادیانی مسئلہ کے حل کو عملی جامہ پہنائیں۔ (مفتی محمود)

جامعہ مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں قائد جمعیۃ کا خطاب

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں یکم دسمبر کو صبح ۹ بجے کارکنوں علماء اور طلبہ کے ایک بھرپور اجلاس سے خطاب کیا۔ اجلاس کی صدارت ضلعی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان نے فرمائی۔

قائد جمعیۃ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں پر زور دیا کہ آپ لوگ صبر و استقلال اور جرأت و ہمت کے ساتھ ظلم و جبر کا مقابلہ کریں اور اپنی صفوں کو زیادہ سے زیادہ منظم کریں کیونکہ آپ ہی ایک ایسی قوت ہیں جو اس وقت معاشرہ کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔

آپ نے کہا اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سیاسی، معاشرتی، معاشی اور دینی نقطہ نظر سے ملک کی حالت دگرگوں ہو چکی ہے۔ جھوٹ بددیانتی اور ہوس زر کی لعنت عام ہو چکی ہے۔ حلال و حرام کی تمیز اٹھ گئی ہے۔ اور معاشرتی خرابیاں دن بدن اپنی جڑیں مضبوط کرتی جا رہی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ملک کی دینی و سیاسی جماعتوں میں صرف آپ کی جماعت یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ منظم جدوجہد اور سعی پیہم کے ساتھ معاشرہ کے اس بگاڑ کو درست کر سکے۔

مفتی صاحب نے فرمایا! ضلع گوجرانوالہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے بے شمار ساتھی ہیں۔ یہاں رضاکاروں کی مضبوط تنظیم تھی۔ لیکن آج تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے سب کچھ نظر نہیں آ رہا۔ میں جمعیۃ کے ایک ذمہ دار عہدہ دار کی حیثیت سے آپ سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ نے اور آپ کے ضلع کے عہدیداروں نے اب تک ضلع میں جمعیۃ کی تنظیم کیلئے کتنا کام کیا ہے۔ اب بھی میں یہ عرض کروں گا کہ ذمہ دار حضرات سر جوڑ کر بیٹھیں اور سوچیں کہ کام کو کیسے آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اپنا محاسبہ کریں۔ اور ضلع میں جمعیۃ کو از سر نو منظم کرنے کے لیے کام کریں۔

آپ نے کہا میں یہ تو نہیں سمجھتا کہ آپ لوگوں کی حالات پر نظر نہیں ہے۔ اور آپ کا دل معاشرہ میں پھیلی ہوئی خرابیوں سے دکھتا نہیں لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ آپ نے عمل چھوڑ دیا ہے۔ آپ کی ضلعی تحصیلی اور ابتدائی تنظیمیں معطل ہو گئی ہیں۔ آپ کام نہیں کرتے آپ کام کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ لوگ اصلاح احوال کیلئے مؤثر کردار ادا نہ کر سکیں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ شاید بعض حضرات نے مایوس ہو کر کام ترک کر دیا ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ حالات سے کو درست کر لینا ہمارے ذمہ نہیں۔ یہ خدا کا کام ہے۔ ہم نے تو اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ نتائج خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کا ایک بہانہ بنانا ہے کہ یا اللہ حالات کی اصلاح کے لیئے اپنی طاقت اور وسائل کے مطابق ہم نے جدوجہد کی ہے۔ حالات کو بدلنا ہمارے اختیار میں نہیں تھا۔ اس لیئے ہمیں حالات اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہیے اور مایوسی کے اندھیروں سے نکل کر اپنے آپ کو ایک منظم جماعت کی حیثیت سے میدان عمل میں لانا چاہیے

مفتی اعظم نے فرمایا۔ آج گھروں حجروں میں بیٹھ کر حالات کی خرابی کا ماتم کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ بلکہ وقت، مال اور جان کی قربانی دے کر ظلم و جبر بے حیائی اور برائی کے خلاف نیکی کی قوتوں کو منظم کرنے سے فرض ادا ہو گا۔

آپ نے قادیانیت کے سلسلہ میں پارلیمنٹ کے فیصلہ کو قومی اتحاد کی کامیابی قرار دیتے ہوئے کہا کہ بعض چاپلوس لوگ اسے مسٹر بھٹو کا کارنامہ کہہ کر انہیں محافظ ختم نبوت کا خطاب دے رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ مسٹر بھٹو کا کارنامہ نہیں بلکہ قومی اتحاد علماء و طلباء کی جدوجہد اور تاجروں کے ایثار کی وجہ سے بھٹو صاحب مطالبہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے

مفتی صاحب نے کہا اگر مسلسل جدوجہد کے بعد عوام کا مطالبہ تسلیم کرنے کا کریڈٹ بھی حکمران کو ملتا ہے۔ تو ہندوستان اور پاکستان کی آزادی کا کریڈٹ اس وقت کے برطانوی وزیر اعظم مسٹر ریٹلے اور الجزائر کی آزادی کا کریڈٹ مسٹر ڈیگال کو ملنا چاہیئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کارنامہ بھٹو کا نہیں بلکہ عوامی اتحاد کا ہے۔ پھر اگر قادیانی مسئلہ حل کرنے کا سہرا مسٹر بھٹو کے سر پہ ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ تحریک ختم نبوت کے کارکنوں پر جبر و تشدد، علماء اور طلباء کی گرفتاریاں اور مقدمات کا سہرا کس کے سر پر ہے؟ ایک سر پر یہ دونوں سہرے کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم مسٹر بھٹو کو قادیانی مسئلہ کے حل پر اس وقت مبارکباد دیں گے جب اس فیصلہ پر عمل ہو گا۔ کیونکہ اب تک اس فیصلہ کو کوئی عملی جامہ نہیں پہنایا گیا اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف

کرنے کی بجائے حال ہی میں ایک مشہور قادیانی کو بریگیڈیئر کے عہدہ سے ترقی دے کر جنرل بنا دیا گیا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیئے قوانین میں ضروری ترامیم ابھی تک نہیں ہوئیں۔ قادیانی اسلام کے نام پر تبلیغ کر کے اور پارلیمنٹ کے فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کر کے پارلیمنٹ کا کھلم کھلا مذاق اڑا رہے ہیں دستور سے بغاوت کر رہے ہیں لیکن ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی جا رہی۔

آپ نے کہا ابھی صرف ایک اصولی فیصلہ کے سوا کچھ نہیں ہوا۔ عمل کا مرحلہ ابھی باقی ہے اس لیئے ہمیں بیدار رہ کر اپنی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہیے۔ اس وقت اس اتحاد کو توڑنے اور شیعہ سنی، بریلوی، دیوبندی کی بنیاد پر لڑائی کرانے کے لیئے بے حساب روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ ایک منظم سازش کے تحت اختلافات کو ابھارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حکومت نے شیعہ سنی نصاب دینیات کا مسئلہ اس وقت صرف اتحاد کو سبوتاژ کرنے کے لیئے کھڑا کیا ہے حالانکہ یہ خالص صوبائی مسئلہ ہے۔ مرکزی حکومت کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اور نہ ہی وفاقی حکومت کمیٹی مقرر کرنے کی مجاز ہے۔ لیکن اس کے باوجود مرکزی حکومت اس مسئلہ کو ہوا دے رہی ہے۔ آپ نے کہا اس اتحاد کو توڑنے کے لیئے مسلسل محنت ہو رہی ہے۔ اس لیئے آپ صبر اور حوصلہ سے کام لیں۔ معمولی سی باتوں کو نہ اچھالیں۔ اور اپنے مشن کی تکمیل کے لیئے اپنے اتحاد اور اتفاق کو برقرار رکھیں۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ ضلع گوجرانوالہ میں، گوجرانوالہ شہر، سکھیکی اور بینا کھہ میں مجلس عمل کے کارکنوں کے خلاف مقدمات پر از سر نو کاروائی کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ یہ مقدمات فی الفور واپس لیے جائیں اور تمام قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ وزیراعظم بھٹو کی طرف سے قیدیوں کی رہائی اور مقدمات کی واپسی کے واضح اعلان کے باوجود انتظامیہ قادیانیوں کے اشارہ پر تحریک ختم نبوت کے کارکنوں کو انتقامی کاروائی کا نشانہ بنا رہی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام

سرگودھا کا مطالبہ

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کی مجلس شوریٰ کا اجلاس مولانا صالح محمد، امیر شہری جمعیۃ کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت کے بعد شیخ حبیب الرحمن جنرل سکرٹری نے ایجنڈا پیش کیا جسمیں جمعیۃ کی تنظیم و توسیع پر کافی دیر بحث ہوتی رہی اور طے ہوا شہر میں جمعیۃ کو زیادہ سے زیادہ منظم کیا جائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر مرکز کے لیے زیادہ سے زیادہ چرم قربانی جمع کی جائیں۔

آخر میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس ہوئیں۔

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا شہر کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سرگودھا میں فوری طور پر سوئی گیس مہیا کی جائے۔ تاکہ عوام کی تکلیف دور ہو سکے۔

۲۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈپوؤں پر اچھا آٹا مہیا کیا جائے۔ نیز ہفتہ میں آدھ سیر کی بجائے کم از کم دو سیر آٹا فی کس دیا جائے۔ تاکہ ہر آدمی پیٹ بھر کر روٹی کھا سکے۔

۳۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پورے ملک سے دفعہ 144 کو ختم کیا جائے اور خاص کر مساجد میں دفعہ نمبر 144 کے تحت لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر جو پابندی عائد ہے اس کو فی الفور ختم کیا جائے۔

۴۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سرگودھا میں جو واقعات ہوئے ہیں ان کی تحقیقات کے لیئے ہائی کورٹ، سپریم کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔ اور تمام بے گناہ افراد کے خلاف عائد شدہ مقدمات واپس لیئے جائیں۔

۵۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ احمد رضا خاں قصوری کے والد محترم کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

۶۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے جامع مسجد بلاک نمبر ۱ کے خطیب مولوی مفتی احمد سعید صاحب اور گول چوک مسجد کے خطیب قاری خلیل الرحمن صاحب کو فی الفور بحال کر کے عوام کے اضطراب کو دور کیا جائے۔

اجلاس دعائے خیر پر ختم ہوا۔

لائل پور

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام یونٹ نمبر 3 حلقہ غلام محمد آباد کا اجلاس امیر یونٹ مولوی عبدالحمید کے زیر صدارت منعقد ہوا جسمیں ملک کی سیاسی صورت حال اور تنظیمی امور پر غور و خوض ہوا اور مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس کی گئیں۔

۱۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی و قتل و غارت اور ہوش ربا گرانی پر فوراً قابو پا کر عوام کی پریشانی کو دور کیا جائے۔ اور ہر شہری کی جان و مال کی حفاظت کیجائے۔ نیز یہ اجلاس اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ آٹا بازار میں پچاس روپیہ من فروخت ہو رہا ہے جس سے غریب مزدور طبقہ سخت مشکلات میں مبتلا ہے۔ اس لیئے راشن ڈپوؤں پر آٹے کی مقدار بڑھا کر غریب عوام کی مشکلات کا ازالہ کیا جائے۔

۲۔ یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں جلد از جلد مکمل طور پر قرآن و سنت کے مطابق اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں۔

باقی صـ پر

طلبا کی سرگرمیاں

مولانا سعید احمد رائپوری اور محمد اسلوب قریشی حجاز تشریف لے گئے

سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی سرپرست اعلیٰ اور میاں محمد عارف قائم مقام صدر رہوں گے۔

اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس جناب محمد اسلوب قریشی کی صدارت میں یکم دسمبر کو صدر دفتر لاہور میں منعقد ہوا

فیصلے

۱۔ جناب محمد اسلوب قریشی کے حج پر تشریف لے جانے کے بعد میاں محمد عارف قائم مقام صدر ہوں گے۔ انہیں قریشی صاحب نے مرکزی نائب صدر مقرر کر دیا ہے۔

۲۔ صوبائی سطح پر تمام صوبوں میں کنونشن منعقد کیے جائیں گے۔

صوبہ سندھ ۔ مئی ۸۵ء کا ابتدائی عشرہ۔
صوبہ سرحد ۔ مئی ۸۵ء کا آخری عشرہ
صوبہ بلوچستان ۔ جون ۸۵ء کا ابتدائی عشرہ

۳۔ اکتوبر ۸۵ء میں مرکزی کنونشن لاہور میں منعقد ہوگا۔ جس کی حتمی تاریخوں کا اعلان جون میں کر دیا جائیگا۔

۴۔ ہر صوبہ کے صوبائی صدر دفتر میں باقاعدہ تربیتی مرکز قائم کیے جائیں گے۔ جہاں متعلقہ صوبہ کے طلباء جمعہ، ہفتہ، اتوار کے تین روز تربیت کیلیے ہر ہفتے مختلف شاخوں سے آیا کریں گے۔

رہائی

اٹھارہ روزہ اسارت کے بعد ضیاء الرحمٰن فاروقی اور ندیم اقبال اعوان رہا کر دیئے گئے۔

قراردادیں

۲۔ ملتان کے گرفتار طلباء کو رہا کر کے افتخار شہید کی تحقیقاتی رپورٹ شائع کی جائے

۳۔ علماء کرام اور مخالف سیاسی رہنماؤں پر دشنام طرازی اور گالی گلوچ بند کی جائے۔

۴۔ ملک سے دفعہ ۱۴۴ اور ہنگامی حالات کی لعنت اٹھائی جائے۔

۵۔ بلوچستان میں ۷۷ء کے انتخابات کے نتائج کو تسلیم کر کے وہاں کی عوامی حکومت کو بحال کیا جائے۔

۶۔ نظام تعلیم کو نظریہ پاکستان کی حفاظت کی خاطر اسلام کے انقلابی خطوط پر استوار کیا جائے

۷۔ خواتین کے لیے علیٰحدہ یونیورسٹی اور طلباء کیلیے پنجاب میں ادر انجینئرنگ یونیورسٹی قائم کی جائے۔

۸۔ دیگر اقلیتی فرقوں کی طرح تعلیمی اداروں میں مرزائیوں کو بھی متعین نشستوں پر داخلہ دیا جائے۔

۹۔ مرزائیوں کا تمام لٹریچر ضبط کیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے برطرف کر کے انکی تعداد کے مطابق سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں ملازمتیں دی جائیں۔

۱۰۔ تعلیمی اداروں میں غنڈہ گردی کے رجحانات اور واقعات کا سدباب کر کے تعلیمی امن قائم کیا جائے۔

۱۱۔ پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس ہاسٹل نمبر ۹ میں غنڈہ گردی اور طلباء کو زخمی کرنے کے واقعات کی تحقیقات کرائی جائے اور اس کے ذمہ دار لوگوں کو خارج کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

انتخابات

(ضلع ملتان)

جمعیتہ طلباء اسلام ملتان کی مجلس عمومی کے اجلاس میں آئندہ دو سال کے لیے مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر	عاطف شیخ	ملتان
نائب صدر	میاں زبیر احمد	باگڑ سرگانہ
ناظم عمومی	رانا محمد یوسف ناصر	تلمبہ
ناظم	راؤ منور احمد	بوریوالہ
خازن	حافظ محمد یونس	ملتان
ناظم نشر و اشاعت	خادم حسین	ملتان

فورٹ عباس

J.T.I فورٹ عباس کا ایک اجلاس مدرسہ سراج العلوم میں منعقد ہوا۔ مولانا رشید احمد صاحب نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں پر زور دیا کہ دین کی حفاظت اور اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ کالجوں، سکولوں اور مدارس عربیہ کے طلباء مل کر علماء حق کی پیروی میں اپنی جدوجہد کو تیز تر کر دیں۔ انگریز کی اس سازش کو ناکام

بنا دیں جس کے ذریعے اس نے مسلم نوجوانوں کو آپس میں لڑایا تھا۔ مولانا کے خطاب کے بعد پچیس ۲۵ طلباء نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر — غلام مصطفیٰ — گورنمنٹ ہائی سکول
جنرل سیکرٹری — نیاز احمد — مدرسہ سراج العلوم
خازن — محمد یار — محمد یار گورنمنٹ ہائی سکول

شیخوپورہ

جمعیۃ طلباء اسلام شیخوپورہ کے ناظم عمومی مسٹر رضی الرحمان عثمانیہ کالج مین بازار کو ضلع شیخوپورہ کا کنوینر مقرر کر دیا گیا ہے۔ ضلع بھر کی شاخیں ان سے رابطہ قائم کریں۔

لودھراں

جمعیۃ طلباء اسلام لودھراں کا اجلاس ۲۵ نومبر کو زیر صدارت راجہ محمد افضل بھٹی منعقد ہوا۔ جس میں آئندہ دو سال کے لیے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر: جناب محمد شفیق شیرانی
نائب صدر: محمد جمیل
ناظم عمومی: محمد رفیق
ناظم: سید سعید احمد
خازن: عبدالحمید بھٹی

کھاریاں

جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل کھاریاں کے دس مختلف مقامات پر پچاس طلباء نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ جن میں ۲۲ طلباء گورنمنٹ کالج گجرات سرسید کالج گجرات اور سائنس کالج گجرات سے تعلق رکھتے ہیں۔

خیرپور ٹامے والی

جمعیۃ طلباء اسلام خیرپور ٹامے والی کا اجلاس رانا محمد اختر سہیل کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خیرپور کے دونوں ہائی سکولوں میں علیحدہ یونٹ قائم کر دیئے گئے اور ان کا انتخاب عمل میں آیا۔

گورنمنٹ ہائی سکول خیرپور

صدر — سجاد حسین تبسم
نائب صدر: عبدالعزیز سہیل
ناظم عمومی: محمد صدیق صدیقی
ناظم: جاوید اختر
خازن: رانا محمد اشرف
ناظم نشر و اشاعت: جاوید اقبال برقی

گورنمنٹ فاضل ہائی سکول

صدر: عبدالحیٔ ہمدانی
نائب صدر: محمد سلطان احمد
ناظم عمومی: محمد حفیظ
ناظم: وقار الحسن ہمدانی
خازن: اللہ دسایا
ناظم نشر و اشاعت: غلام مصطفیٰ

تحصیل مری

صدر و خازن: ——— سید علمدار حسین
نائب صدر: ——— طاہر عباس
ناظم عمومی: ——— گل محمد
ناظم: ——— اعجاز احمد
ناظم نشر و اشاعت: ——— ابرار حسین
ناظم دفتر: ——— ضیاء الرحمن عباسی
کو مقرر کیا گیا۔

علی پور

صدر: ——— عبدالرشید لنگاہ
نائب صدر: ——— لطف اللہ استاد
جنرل سیکرٹری: ——— ملک حضور بخش نسیم

گھوٹکی (سندھ)

جمعیۃ طلباء اسلام گھوٹکی ضلع سکھر کے عہدیداروں نے شہر کی تمام مساجد میں ۲۹ نومبر بروز جمعہ کو نماز جمعہ سے پہلے وزیر اعظم بھٹو کے اس سنگین اقدام کے متعلق عوام کو بتلایا جس کے مطابق جناب بھٹو اپنے والد سرشاہنواز کے مقبرے کی خاطر قریبی مسجد کو منہدم کرانا چاہتے ہیں تاکہ خوبصورت مقبرے کے پاس پرانی مسجد اس کی رونق میں کمی کا باعث نہ بنی رہے۔

نماز جمعہ کے بعد جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جناب بھٹو کے اس دین دشمن اقدام کی مذمت کی گئی جناب اللہ دتہ ناظم عمومی ج۔ط۔ا گھوٹکی نے اپنی تقریر میں جناب بھٹو کی توجہ کے لئے شاہ ابرھہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ جب خانہ خدا کو مسمار کرنے کی کوشش کی جائے تو خدا کا غضب بھی جوش میں آیا کرتا ہے

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مولانا مفتی محمود اور حزب اختلاف کے دیگر رہنماؤں سے اپیل کی گئی کہ جناب بھٹو کو اس اقدام سے باز رکھنے کے لیے قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

پنوعاقل

جمعیۃ طلباء اسلام پنوعاقل ضلع سکھر کا اجلاس مقامی صدر جناب عبدالسمیع کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب عبدالسمیع نے کہا کہ ملک کے اندر اس وقت خالص اسلامی انقلاب کی علمبردار تنظیم جمعیۃ طلباء اسلام ہی ہے۔ جو کہ علماء حق کی رہنمائی میں اسلام کے انقلابی اصولوں کو نظام تعلیم اور آئین پاکستان کی بنیاد دینا چاہتی ہے

انہوں نے کہا کہ ہمیں امریکی اسلام اور چینی روسی نظام کی کوئی ضرورت نہیں۔

حبیب آباد ٹھیڑی (خیرپور)

صدر ——— جناب حزب اللہ میمن
نائب صدر ——— محمد اسمٰعیل ذبیح خارانی
ناظم عمومی ——— امیر حمزہ آبادہ چاچڑ
ناظم ——— غلام قادر صابر بلوچ
ناظم نشر و اشاعت ——— حبیب اللہ صفدر خارانی
خازن ——— احمد حسن عباسی

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

"حُکمرانو تمہیں"

یاد کیوں نہ رہا، حکمرانو تمہیں
آپ اپنا کہا، حکمرانو تمہیں

بُھوک سے تنگ، ننگے بدن، بے مکاں
دے رہے ہیں "دُعا"، حکمرانو تمہیں

ان سے جو کچھ ہوا سو ہوا پر بھلا!
زیب ہے یہ سزا؟ حکمرانو تمہیں

ڈھونڈتے پھر رہے ہیں ابصد اضطراب
بے گھر و بے نوا، حکمرانو تمہیں

قصرِ مرمر میں کیسے بتائے کوئی
جُھگّیوں کا پتہ، حکمرانو تمہیں

یہ تمہارے ہی "شیدائی" تھے، کیوں
بے سبب، بے خطا حکمرانو تمہیں

جن کے بل پہ یہ شاہی ملی وہ بھی اب
یاد آتے ہیں کیا؟ حکمرانو تمہیں

صِرف دَو روٹی کب تک جئیں گے عوام؟
چاہیے سوچنا، حکمرانو تمہیں

ہر طرف بُھوک سے لوگ بے تاب ہیں
کاش آتے صَدا، حکمرانو تمہیں

اب وہ پرچم کہاں ہے مُساوات کا
کاش سمجھے خدا، حکمرانو تمہیں

کاسہ لیسوں کی بیجا خوشامد سے کیوں؟
چڑھ گیا ہے نشہ، حُکمرانو تمہیں

کون کہتا ہے ہر سو اٹھاتے پھرو
فتنہ حشر زا، حُکمرانو تمہیں

امن کے نام پر آشتی کے لیے
ہے تشدد روا؟ حُکمرانو تمہیں

سِسکیاں کیوں سنائی نہیں دے رہیں
دم بدم جا بجا، حکمرانو تمہیں

اکرام القادری

[illegible] شائع کیا